JALALI BOOKS
پھول دیکھے نہ گئے
پُرنم الہ آبادی
ہم نے پھولوں کو جو دیکھا لب و رُخسار کے بعد
پھول دیکھے نہ گئے حُسنِ رُخِ یار کے بعد
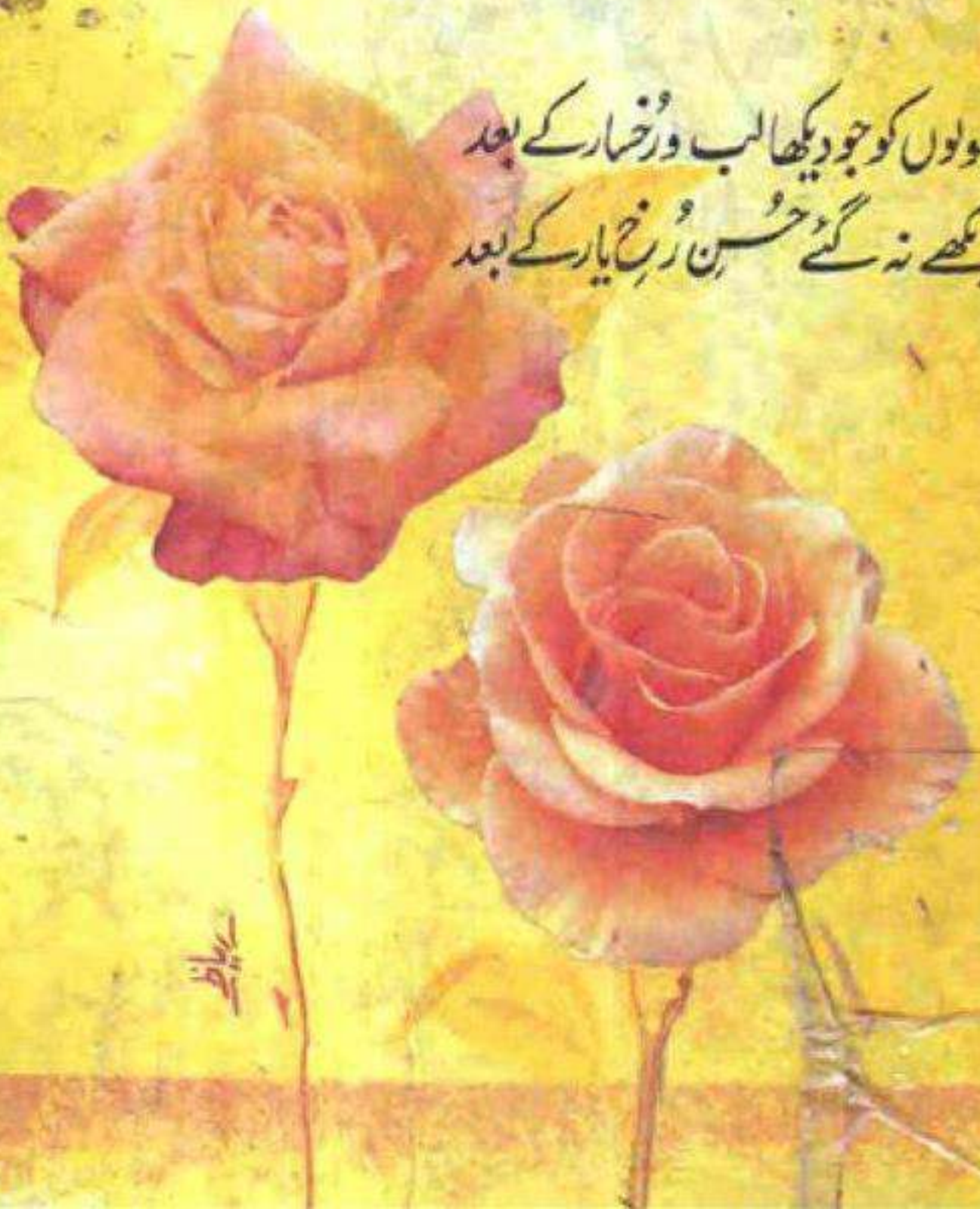
فہرست

تکمیلِ شوق ، ۱۳
اعزازِ شاگردی ، ۱۷
حمدیہ رباعی ، ۱۹
نعتیہ رباعی ، ۲۰
بھر دو جھولی مری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی (نعت شریف)، ۲۱
ہم نے پھولوں کو جو دیکھا لب و رخسار کے بعد ، ۲۳
بے وفا سے بھی پیار ہوتا ہے ، ۲۵
موت کی سُن کے خبر پیار جتانے آئے ، ۲۷
آپ معشوق کیا ہو گئے ، ۲۹
ناشاد مرے بعد نہ رہنا اُسے کہنا ، ۳۱
دستورِ محبت کا سکھایا نہیں جاتا ، ۳۳
رکھتے ہیں دشمنی بھی جتاتے ہیں پیار بھی ، ۳۵
گیسوئے رخِ روشن سے وہ ٹلنے نہیں دیتے ، ۳۷
وقت جب ساز گار ہوتا ہے ، ۳۹
غیروں کے جب بھی لطف و کرم یاد آ گئے ، ۴۲
دردِ دل کی دوا ہو گئی ، ۴۳
کہتے ہیں کسکو دردِ محبت کون تمہیں بتلائے گا ، ۴۵
مغرور نہ اتنا ہو دلبر تو اور نہیں ہیں اور نہیں ، ۴۷
اپنوں کو نہیں سمجھا اپنا بیگانہ سمجھ کر چھوڑ دیا ، ۴۹
رُخ پہ زلفوں کا آنچل نہیں ، ۵۱
یار کے سامنے اغیار بُرے لگتے ہیں ، ۵۳

۲۲ صحنِ گلشن میں جب سے یار نہیں ، ۵۵

۲۳ کبھی دل سے نہ تیرا درد نکلے ، ۵۷

۲۴ یہ کہہ کے آگ وہ دل میں لگاتے جاتے ہیں ، ۵۹

۲۵ ترا مجھ سے پیار کرنا بڑا میرے کام آیا ، ۶۱

۲۶ دل کا دیا جلا کر جب وقتِ شام لکھا ، ۶۳

۲۷ تیرے بغیر دل مرا اُجڑا سا اِک دیار ہے ، ۶۵

۲۸ کہا تو بارہا حالِ خراب کیا کرتے ، ۶۷

۲۹ تیرے جانے کی خبر سے ہر خوشی بے چین ہے ، ۶۹

۳۰ جوانی میں ادائے کمسنی اچھی نہیں لگتی ، ۷۱

۳۱ جو دردِ عشق کے قابل نہیں ہے ، ۷۳

۳۲ پیشِ نگاہ جس گھڑی کوچۂ یار آگیا ، ۷۵

۳۳ یوں تیرے لئے کوئی پریشان ہو جیسے ، ۷۷

۳۴ رُخ سے زُلف جب سَرکے دلکشی تو ہوتی ہے ، ۷۹

۳۵ آرزو حسرت تمنا مدعا کوئی نہیں ، ۸۱

۳۶ اُن سے میری جھوٹی سچی کی جو بُرائی لوگوں نے ، ۸۳

۳۷ سچ بول کے ستم ہے خطا وار ہو گیا ، ۸۵

۳۸ یارب اس غم سے سروکار نہ ہونے پائے ، ۸۷

۳۹ پاس دلبر نہیں تو کچھ بھی نہیں

۴۰ کیسے بلائے طلبگار کی تلاش میں ہے ، ۹۱

۴۱ مجھے دردِ ہجر دے کر نہ تو بیقرار کرنا ، ۹۳

۴۲ تم گئے تو زندگانی نقشِ فانی ہو گئی ، ۹۵

۴۳ تو جو مجھ پہ مہرباں شام و سحر دن رات ہے ، ۹۷

۴۴ کر کے دیدار بھی دیدار کے خواہاں نکلے ، ۹۹

رنج ہوگا نہ موت کا اگر ایسی موت نصیب ہو ، [illegible]

وہ دیکھ کے کہتے ہیں مری آنکھ جو نم ہے ، ۱۰۳

ترا آستاں ہے مرا حرم ترا کوچہ قبلہ مقام ہے ، [illegible]

دونوں عالم سے وہ بیگانہ نظر آتا ہے ، ۱۰۷

لے کے حرم کی آرزو شیخ پئے حرم گئے ، ۱۰۹

حاصل ہے تیرے عشق میں تسکینِ جاں مجھے ، ۱۱۱

وہ آنکھ میرے لئے نم ہے کیا کیا جائے ، ۱۱۳

مرنے والا ہے بیمارِ حسرت اب کہا مان جا حسن والے ، ۱۱۵

نہ بن سکے گا وہ میرا خیال ایسا ہے ، ۱۱۷

رُخ پہ کیا بکھرے کہ بیکل ہو گئے ، ۱۱۹

تمہاری ذات محبّت شعار ہو کہ نہ ہو ، ۱۲۱

یُوں نہ پھر ل کے بچھڑنے کی گھڑی ہو جیسے ، ۱۲۳

تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی محبت کی راہوں میں آکر تو دیکھو ، ۱۲۵

کیا شے ہے محبّت یہ خبر ہونے سے پہلے ، ۱۲۷

یار جب سے یار ہو گیا ، ۱۲۹

آج کوئی بات ہو گئی ، ۱۳۱

رنگیں ہے فضا چھائی ہے گھٹا مستانہ سحابی موسم ہے ، ۱۳۳

چہرے پہ ذرا زُلف کو بکھراؤ کسی دن ، ۱۳۵

پاس آ کے نظر پھیر لی آپ نے ہائے کیسا کیا بے سہارا مجھے ، ۱۳۷

یہ مجھ پہ کون سا جادو نگاہِ یار کیا ، ۱۳۹

جاں جب تک فدا نہیں ہوتی ، ۱۴۱

یاس و حسرت کا ترے بعد آئینہ رہ جائے گا ، ۱۴۳

اگر کسی سے زمانے میں پیار میں نے کیا ، ۱۴۵

۶۸ گلے لگا کے کسی کو جدا نہیں کرتے ، ۱۴۷

۶۹ دکھائی چشمِ غضب عرضِ حال سے پہلے ، ۱۴۹

۷۰ تیرے جانے کا وہ منظر دلربا اچھا لگا ، ۱۵۱

۷۱ وہ اپنے حسن کا دیوانہ بن جائے تو کیا کیجئے ، ۱۵۳

۷۲ بیتابیِ پیہم دلِ دیوانہ رہے گی ، ۱۵۵

۷۳ زُلف کا جب خیال آ گیا ، ۱۵۷

۷۴ بے سوزِ نہاں محوِ فغاں ہو نہیں سکتا ، ۱۵۹

۷۵ جس پہ تو مہرباں ہو جائے ، ۱۶۱

۷۶ غضب ہے آج بھی وہ میرے گھر نہیں آیا ، ۱۶۳

۷۷ دل کو آخر درد کے آزار تک پہنچا دیا ، ۱۶۵

۷۸ مرے دل کی حسرت دل کے ارماں اگر میرے دل سے نکلتی نکلتے

۷۹ کر کے وعدہ اگر نہ یار آئے ، ۱۶۸

۸۰ اک حدِ اختیار سے انکار بھی نہیں ، ۱۷۱

۸۱ یوں وہ کب میرے گھر نہیں آتے ، ۱۷۳

۸۲ پروردگارِ عشق ہے جانِ حیات ہے ، ۱۷۵

۸۳ جو بھی گلشن کے باب سے گزرا ، ۱۷۷

۸۴ خدا ہے تیری صورت میں خدا کا آئینہ تو ہے ، ۱۷۹

۸۵ جب تک وہ میری ذات میں جلوہ نما رہا ، ۱۸۱

۸۶ یہ میں سوچتا ہوں دل میں جو تجھے نہ پیار ہوتا ، ۱۸۳

۸۷ تری خوشی کے لئے جاں کبھی پہ دار چلے ، ۱۸۵

۸۸ قیامت آئے گی روزِ شمار سے پہلے ، ۱۸۷

۸۹ سرِ محشر بتوں کی یہ شرارت خود نما ہو کر ، ۱۸۹

۹۰ درد سے ہمکنار کر کے مجھے ، ۱۹۱

ایسا طوفاں ہے کہ ساحل کا نظارہ بھی نہیں ، ۱۹۳

تیری خاطر اجل کا غم بھی نہیں ، ۱۹۴

دُنیا جو سرِ کوچۂ جاناں نہ کھڑی ہے ، ۱۹۷

دے کے وہ درد و غم ہزار گئے ، ۱۹۹

دوستوں کے ستم کی بات کرو ، ۲۰۱

جس کے دل میں دوستوں کا پیار ہو سکتا نہیں ، ۲۰۳

ہم کسی صورت کسی بہانے سے ، ۲۰۵

مرے درد کی تجھے کیا خبر ہے جسے خبر کوئی اور ہے ، ۲۰۷

اپنوں سے اپنی بزم میں یہ اجتناب کیا ، ۲۰۹

ہے مجھے یقیں مری زندگی کسی طرح موت سے کم نہ ہو ، ۲۱۱

زیرِ نقاب رُخ دُرخشاں نہ کیجئے ، ۲۱۳

یہ ہرجائی دلبر جو ہیں چار دن کے ، ۲۱۵

کیا ضروری ہے جُدا ہو کے وہ خوابوں میں ملیں ، ۲۱۷

ہجرِ وصلِ یار کل جو دل گیا ، ۲۱۹

دستِ نازک نہ ہٹا وقتِ قضا رہنے دے ، ۲۲۱

ترے دَر سے اُٹھ کے جانا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا ، ۲۲۳

صبا جو صحنِ گلستاں میں خوش خرام ہوئی ، ۲۲۵

وقت پڑا تو پھیر لیں نظریں آس تھی جن آقاؤں سے ، ۲۲۸

آگ بھی دل میں لگی ہے اور اشکِ غم بھی ہے ، ۲۲۹

تکمیلِ شوق

لله مجھے حمد و نعت سننے کا بے حد شوق ہے اور کیوں نہ ہو کون ایسا سچا
ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعریف سننا پسند نہ کرتا ہو۔ میں یہ نعت
(بھر دو جھولی مری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی) عالمی شہرت یافتہ قوال حاجی
صابری کی آواز میں ایک مدت سے بڑے شوق سے سنتا آ رہا ہوں۔ اس
کے علاوہ اور بہت سی نعتیں صابری برادران نے قوالی کے انداز میں پیش
صابری برادران نے زیادہ تر کلام حضرت پُرنم الہ آبادی کا گایا ہے۔ پُرنم
کے کلام سے میں بہت متاثر ہوں اور میں ہی کیا ایک زمانہ متاثر ہے۔ دنیا بھر
خوان حضرات اور قوال حضرات پُرنم صاحب کا نعتیہ کلام اپنے اپنے انداز میں
رہتے ہیں۔ نعتوں کے علاوہ حضرت پُرنم الہ آبادی خوبصورت غزلوں کے
ہی ہیں۔ اُستاد نصرت فتح علی خان صاحب نے بھی پُرنم صاحب کا بہت سا کلام گایا
قوالی کے انداز میں اور غزل اور گیت کے انداز میں (انڈیا) کی فلم کچے دھاگے کی
"اس شان کرم کا کیا کہنا" اُستاد نصرت فتح علی خان صاحب کی آواز میں ہے' پُرنم
ہی تخلیق کردہ ہے۔ ٹی وی پر عارف لوہار کی آواز میں حمد شریف (اللہ ہو اللہ
و عارف لوہار نے ساری دنیا میں پیش کی ہے۔ پاکستانی فلم بن بادل برسات (بھر دو
مری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی) صرف اس قوالی کی بدولت سپرہٹ ہوئی۔
لعل کی آواز میں جس کی موسیقی نثار بزمی صاحب نے ترتیب دی ہے (لال مری

پت رکھیو) ایک گھنٹے کا لانگ پلے ریکارڈ ہے۔ پُرنم صاحب کی تظمین ۔
بیگم نے سینکڑوں غزلیں گائی ہیں۔ (بے وفا سے بھی پیار ہوتا ہے' یار کچھ بھی
ہوتا ہے) مُنّی بیگم کے علاوہ تقریباً ہر قوال ' ہر گلوکار نے گائی ہے۔ اُستاد نص
بھی (نصرت فتح علی) شو میں اس غزل کے علاوہ ان کی بہت سی غزلیں گائی
کیسٹوں میں اُستاد نصرت کی آواز میں (تمہیں دل لگی) اور سینکڑوں کلام پُرنم
کے ہیں۔ آجکل مہدی حسن خاں صاحب بھی پُرنم صاحب کا کلام گاتے ہیں
عباس' رجب علی' پرویز مہدی اور انڈوپاک کے سینکڑوں گلوکار پُرنم صاحب کی
ریکارڈ کرا چکے ہیں۔ ساری دنیا کے ٹی وی' ریڈیو اسٹیشنوں سے جہاں بھی اردو
کے پروگرام ہوتے ہیں پُرنم صاحب کا کلام ضرور سننے کو ملتا ہے۔ پُرنم الہ آبادی
اردو شاعری میں ایک اعلیٰ استاد کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی
پاکستان میں موجود ہے۔ ٹیکسلا میں پُرنم آرٹ کونسل کے نام کا ایک کامیاب او
موجود ہے۔ پُرنم صاحب کی شاعری کے مداح ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں
صاحب کہنہ مشق زودگو اور خوب گو شاعر ہیں۔ شاعری پر اصلاح دینے کے فن :
حاصل ہے۔ یہ خوبصورت لہجے کا شاعر جو عالمی شہرت کا حامل ہے' کبھی ریڈیو
کے مشاعروں میں نہیں بلوایا گیا نہ پُرنم صاحب نے ٹی وی' ریڈیو کے مشاعر
آنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ ہزاروں بار ٹی وی ریڈیو پر پُرنم صاحب کا کا
کیا گیا مگر آپ اپنے کلام کے چیک لینے بھی ٹی وی نہ گئے' نہ کتاب چھپوانے ؟
کیا۔ مجھے بڑا شوق تھا۔ کاش پُرنم الہ آبادی مجھے ملتے تو میں ان کا کلام چھا
سعادت حاصل کرتا۔ پُرنم صاحب کہتے ہیں شاعر وہ ہے جس کی شاعری دلوں کی
میں چھپ جائے۔ پُرنم صاحب کے ہزاروں اشعار لوگوں کو یاد ہیں۔ میں سوچتا تھ
مشہور شاعر اور اس کی کوئی کتاب نہیں۔ اتفاق سے میرے ایک کرم فرما حاجی
اعوان نے مجھے پُرنم صاحب کے کلام کی مختلف گانے والوں کی آواز میں
سنوائیں اور کہا صفدر صاحب آپ پُرنم الہ آبادی کو جانتے ہیں تو میں نے کہا
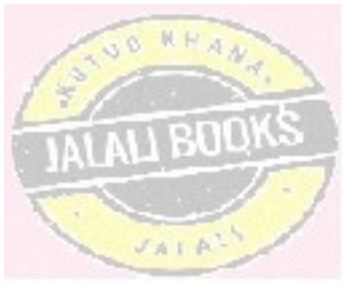
تو ہوں پہچانتا نہیں۔ اگر ملاقات ہوتی تو میں ان کا کلام دل آویز چھاپنے کی
حاصل کرتا۔ حاجی اسلم صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا یہ آپ کے بس کا کام
آپ پُرنم صاحب سے ملاقات کے بعد ان کا کلام چھاپ سکیں۔ انہیں کلام
شوق نہیں۔ ریکارڈنگ کی دنیا میں مصروف رہتے ہیں۔ بڑے خوددار ہیں'
فتح علی خاں صاحب کے مستقل شاعر ہیں۔ استاد نصرت فتح علی خاں پُرنم
کا کلام بہت پسند کرتے ہیں اور نصرت خاں صاحب کے دولت خانے پر قیام بھی
صاحب ان کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ حاجی اسلم صاحب سے میں نے کہا حاجی
اُستاد نصرت فتح علی خاں صاحب تو دنیا سے دنیا کو رلا کر چلے گئے پُرنم صاحب
ملیں گے۔ ان صاحب نے کہا سنا ہے آجکل لاہور میں ہیں۔ پچھلے سال ایک
کے بیٹے کی شادی میں پُرنم صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ پُرنم صاحب میرے
پرانے اور بے لوث محبت کرنے والے دوست ہیں۔ اپنے بھائیوں جیسی میری
کرتے ہیں تو میں نے کہا وہ آپ کی بات بھی ضرور مانتے ہوں گے تو حاجی اسلم
نے کہا یہ فخر مجھے حاصل ہے۔ پُرنم صاحب میری بات نہیں ٹال سکتے۔ وہ اس
میری عزت کرتے ہیں۔ حاجی اسلم صاحب نے کہا اگلی بار شارجہ سے پاکستان
آپ کی پُرنم صاحب سے ملاقات بھی کرا دوں گا اور ان کا کلام چھاپنے کا آپ کا
بھی پورا ہو جائے گا۔ اسلم اعوان صاحب شارجہ میں گولڈن کمپنی کے مالک ہیں۔
بڑے اچھے دوست اور کرم فرما ہیں۔ اس کے بعد جب وہ شارجہ سے آئے تو
لم صاحب سے ملاقات کرائی۔ میں پُرنم صاحب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ میں
لم صاحب سے عرض کی اگر آپ اپنا کلام چھاپنے کی مجھے اجازت دیں تو میں اسے
ای خوش نصیبی سمجھوں گا کیونکہ میں پبلشر ہی نہیں بلکہ آپ کے کلام کا بہت بڑا
بھی ہوں۔ پُرنم صاحب نے میری بات مان لی تو اسلم صاحب نے کہا کہ میں بھی
ہوں کہ آپ کا کلام چھپ جائے۔ ساغر صدیقی کے کلام کی طرح ضائع نہ ہو
لم صاحب نے کہا بہت سا کلام تو ضائع ہو چکا ہے۔ خدا کی مرضی اسلم صاحب

نے کہا جتنا بھی کلام ہے جلد از جلد چھپوانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر م
لاکھ روپے بھی لگیں تو میں آپ کا کلام چھپوانے پر خرچ کرنے کیلئے تیار ہوا
آپ سے کسی قسم کا منافع نہیں چاہیے۔ صرف میری خواہش ہے آپ کا ک
جائے۔ چالیس برس سے عالمی شہرت ہے اور کتاب ایک بھی نہیں بڑے افسو
ہے۔ حاجی اسلم صاحب نے شارجہ جانے سے پہلے پُرنم صاحب کا کلام پُرنم م
ہاتھوں میرے حوالے کروایا۔ خدا کا شکر ہے کہ پُرنم صاحب کا مجموعہ غزلیات
(پھول دیکھے نہ گئے) میرے ادارے الحمد پبلی کیشنز میں چھپ کر تیار ہوگیا
اللہ نے میرے شوق کی تکمیل کروی۔ میں حاجی محمد اسلم اعوان صاحب کا
حضرت پُرنم الہ آبادی کا شکر گزار ہوں۔ انشاء اللہ اس مجموعے کے بعد پُرنم
نعتوں کا مجموعہ جلد چھپ جائے گا۔ غزلوں کا دوسرا مجموعہ بھی عنقریب شائع
پُرنم صاحب سے مجھے امید ہے کہ میرے ادارے کو اپنے کلام سے نوازتے

نوٹ: قارئین حضرات پُرنم الہ آبادی سے رابطہ کے لئے ادارہ الحمد
سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

احسان مند
صفدر حسین
منیجنگ ڈائریکٹر
الحمد پبلی کیشنز لاہور پا

اعزاز شاگردی

العتان میرؔ کے آخری شاعر میر ثانی جانشین حضرت امیرؔ مینائی مسلم الثبوت استاد
الغزل مشاعروں کی جان اردو ادب کی آن خلد آشیاں سید محمد حسین استاد قمر جلالوی کا
ادا شاعری کے اساتذہ کاملین میں ہوتا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد کا یہ وہ زمانہ تھا جب
ان میں حضرت جوش ملیح آبادی، حضرت سیمابؔ اکبر آبادی، حضرت آرزوؔ لکھنوی،
حمید ردہلوی اور بہت سے معروف و غیر معروف اساتذہ کاملین موجود تھے۔ استاد قمر
شاعرانہ کمالات سے مشاعرے لوٹ لیا کرتے تھے۔ مجھے استاد قمر کا انداز شاعری بے حد
آیا اور میں 1958ء میں استاد قمر کا باقاعدہ شاگرد ہوگیا۔ شاعری تو میں بچپن سے کیا کرتا
ر استاد قمر کی اصلاح سے میری شاعری کو چار چاند لگ گئے۔ میں نے خصوصیت سے استاد
رنگ میں شعر کہنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں بقول استاد بھائیوں کے میں بڑی حد
یاب رہا۔ اس دور میں زیادہ تر طرحی مشاعرے ہوا کرتے تھے جو میرے لئے بہت مفید
ہوئے۔ شاعری میں جدت ہر دور میں ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ میں نے واتی
لی خوبیوں کے ساتھ زیادتی نہیں کی بلکہ ان خوبیوں کو اپناتے ہوئے جدت کی مگر
جدت سے نہیں ندرت سے کی۔ استاد قمر 95 سال کی عمر میں شدید بیمار ہوئے اور
بیمار ہوئے کہ مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی۔ آخر 24 اکتوبر 1968ء کو اپنے خالق
سے جا ملے۔ بیماری کے دوران ایک مشاعرے میں استاد نے جب یہ مقطع پڑھا۔

اربابِ فن قمرؔ کے مرنے پہ کہیں گے
پہنچا کمال کو جب چاند آ گیا گہن میں

تو استاد قمرؔ کے مداح آبدیدہ ہو گئے اور میری آنکھیں بھی پُرنم ہو گئیں۔ است
باتیں اور یادیں تا حیات میں دل سے نہیں بھلا سکتا۔ استاد قمرؔ کے جانشین حضرت قضا
مرحوم نے استاد قمرؔ کی کتاب (رشکِ قمرؔ) کے دیباچے میں استاد قمرؔ کے مشہور اور ش
خاص میں میرا نام بھی تحریر فرمایا ہے جو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

پُرنمؔ یہ سب کرم ہے قمرؔ جو آجکل
ہوتا ہے اہلِ فن میں تمہارا شمار بھی

خاکپائے قمرؔ
پُرنمؔ الہ آبادی

حمدیہ رُباعی

اے خالقِ کُل حاصلِ مقصد تُو ہے
نبیوں کا خُدا ربِّ محمدؐ تُو ہے

جُز تیرے ہر اِک ذات کی حد ہے یارب
حد کوئی نہیں جس کی وہ بے حد تُو ہے

نعتیہ رُباعی

دے خاص بصیرت کا نگینہ مجھ کو
یارب وہ ملے دیدۂ بینا مجھ کو
کعبے کی طرف بھی جو اٹھا کر نظریں
دیکھوں تو نظر آئے مدینہ مجھ کو

نعت

بھر دو جھولی مری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی
کچھ نواسوں کا صدقہ عطا ہو در پہ آیا ہوں بن کر سوالی

حق سے پائی وہ شانِ کریمی مرحبا دونوں عالم کے والی
اُس کی قسمت کا چمکا ستارہ جس پہ نظرِ کرم تُم نے ڈالی

زندگی بخش دی بندگی کو آبروِ دینِ حق کی بچالی
وہ محمدؐ کا پیارا نواسہ جس نے سجدے میں گردن کٹالی

حشر میں اُن کو دیکھیں گے جس دم اُمتی یہ کہیں گے خوشی سے
آرہے ہیں وہ دیکھو محمدؐ جن کے کاندھے پہ کملی ہے کالی

عاشقِ مصطفےٰ کی اذاں میں اللہ اللہ کتنا اثر تھا
عرش والے بھی سُنتے تھے جسکو کیا اذاں تھی اذانِ بلالی

کاش پُرنم دیارِ نبیؐ میں جیتے جی ہو بلاوہ کسی دن
حالِ غم مصطفےٰ کو سناؤں تھام کر اُن کے روضے کی جالی

نوٹ: اس نعت شریف کی تضمین کے اشعار مجموعہ نعت میں ملاحظہ فرمائیں ۔

○

ہم نے پھولوں کو جو دیکھا لب و رُخسار کے بعد
پھول دیکھے نہ گئے حسنِ رُخِ یار کے بعد

کام نظروں سے لیا اَبروئے خمدار کے بعد
تیر مارے مجھے اُس شوخ نے تلوار کے بعد

جس پہ ہو جائیں فدا کوئی بھی ایسا نہ ملا
سینکڑوں دیکھے حسیں آپ کے دیدار کے بعد

دلرُبائی کی ادا یُوں نہ کسی نے پائی
میرے سرکار سے پہلے مِرے سرکار کے بعد

زندگی موت سے کچھ کم نہ تھی اے جانِ حیات
تیرے اقرار سے پہلے ترے انکار کے بعد

دل و جاں کر کے فِدا اُن کو بنایا اپنا
عشق کے کھیل میں جیت اپنی ہوئی ہار کے بعد

چین پھر اور کہیں پا نہ سکے اے پُرنم
ہم زمانے میں پھرے کوچۂ دلدار کے بعد

○

بے وفا سے بھی پیار ہوتا ہے
یار کچھ بھی ہو یار ہوتا ہے

ساتھ اُس کے جو ہے رقیب تو کیا
پھول کے ساتھ خار ہوتا ہے

جب وہ ہوتے ہیں صحنِ گلشن میں
موسمِ نو بہار ہوتا ہے

کاش ہوتے ہم اُس کے پھولوں میں
اُس گلے کا جو ہار ہوتا ہے

دوست سے کیوں بھلا نہ کھاتے فریب
دوست پہ اعتبار ہوتا ہے

جب وہ آتے نہیں شبِ وعدہ
موت کا انتظار ہوتا ہے

وصل میں بھی خیالِ ہجر سے دل
بے سکوں بے قرار ہوتا ہے

ہم بڑے خوش نصیب ہیں ورنہ
آپ کو کس سے پیار ہوتا ہے

تیر وہ تیرِ نیم کش تو نہیں
دل کے جو آر پار ہوتا ہے

حسنِ اخلاق اے عروسِ حیات
سب سے اچھا سنگھار ہوتا ہے

عشق کی کائنات کا پُرنم
حسن پروردگار ہوتا ہے

O

موت کی سن کے خبر پیار جتانے آئے
روٹھے دنیا سے جو ہم یار منانے آئے

اچھے دن آئے تو میں نے یہ تماشہ دیکھا
میرے دشمن بھی گلے مجھ کو لگانے آئے

آج مل کر مرے دشمن کا پتہ پوچھتے ہیں
مجھ سے ملنے وہ نہ ملنے کے بہانے آئے

درد و غم اور اداسی کے سوا کون آتا
ان کو بھیجا تھا مرے گھر میں خدا نے آئے

پھول ہی پھول کھلے جن کی بدولت اے دوست
اُن کے حصّے میں نہ پھولوں کے خزانے آئے

ایدھی والوں کے سوا کوئی نہیں تھا اُس کا
لوگ مفلس کا جنازہ نہ اٹھانے آئے

رُو دیئے وہ بھی مری موت کے بعد اے پُرغم
یاد جب میری وفا اُن کے فسانے آئے

○

آپ معشوق کیا ہو گئے
عاشقوں کے خدا ہو گئے

تم کو اچھا مسلماں کیا
اور کافر ادا ہو گئے

چشمِ ساقی سے پی لی شراب
شیخ جی پارسا ہو گئے

جن کے دل میں وہ صورت رہی
اُن کے دل آئینہ ہو گئے

اُس نے میّت پہ آکر کہا
تم تو سچ مچ خفا ہو گئے

آگئے میری میّت پہ تم
سارے وعدے وفا ہو گئے

خیر اب کارواں کی نہیں
راہزن رہنما ہو گئے

اور کچھ غم نہیں غم یہ ہے
آپ مل کر جدا ہو گئے

پُرنم اُس بے وفا کے لیے
میرے آنسو دعا ہو گئے

O

ناشاد مرے بعد نہ رہنا اُسے کہنا
خوش ہو کے غمِ ہجر کو سہنا اُسے کہنا

پردیس میں جا کر مجھے تم بھول نہ جانا
ہے یاد مجھے اُس کا کہنا اُسے کہنا

عید آئی تھی پردیس میں لیکن تری خاطر
جوڑا نیا میں نے نہیں پہنا اُسے کہنا

زیور کے لئے جب وہ کہے میرے پیا سی
ہے میری محبت ترا گہنا اُسے کہنا

تیغِ نِگہِ ناز چلائے نہ ہر اِک پر
وہ روک لے شمشیرِ برہنہ اُسے کہنا

تڑپے ہے ترے رونے کی سُن کر ترا ہمدم
اچھا نہیں اِن اشکوں کا بہنا اُسے کہنا

○

دستورِ محبت کا سِکھایا نہیں جاتا
یہ ایسا سبق ہے جو پڑھایا نہیں جاتا

کمسن ہیں وہ ایسے اُنھیں ظالم کہوں کیسے
معصوم پہ الزام لگایا نہیں جاتا

آئینہ دِکھایا تو کہا آئینہ رُخ نے
آئینے کو آئینہ دکھایا نہیں جاتا

کیا چھیڑ ہے آنچل سے گلستاں میں صبا کی
اُن سے رُخِ روشن کو چھپایا نہیں جاتا

حیرت ہے کہ میخانے میں جاتا نہیں زاہد
جنّت میں مسلماں سے جایا نہیں جاتا

اب موت ہی لے جائے تو لے جائے یہاں سے
کوچے سے ترے ہم سے تو جایا نہیں جاتا

اس درجہ پشیماں مرا قاتل ہے کہ اُس سے
محشر میں مرے سامنے آیا نہیں جاتا

پُرنم غمِ الفت میں تم آنسو نہ بہاؤ
اس آگ کو پانی سے بجھایا نہیں جاتا

○

رکھتے ہیں دشمنی بھی جتاتے ہیں پیار بھی
ہیں کیسے غمگسار مرے غمگسار بھی

افسردگی بھی رُخ پہ ہے اُن کے نکھار بھی
ہے آج گلستاں میں خزاں بھی بہار بھی

پیتا ہوں میں شرابِ محبت تو کیا ہوا
پیتا ہے یہ شراب تو پروردگار بھی

ملنے کی ہے خوشی تو بچھڑنے کا ہے ملال
دل مطمئن بھی آپ سے ہے بےقرار بھی

آگر وہ میری لاش پہ یہ کہہ کے رو دیئے
تُم سے ہُوا نہ آج مرا انتظار بھی

اے دوست بعدِ مرگ بھی میں ہوں شکستہ حال
دل کی طرح سے ٹوٹا ہوا ہے مزار بھی

پُرنم یہ سب کرم ہے "قمر" کا جو آج کل
ہوتا ہے اہلِ فن میں تمہارا شمار بھی

○

گیسو رُخِ روشن سے وہ ٹلنے نہیں دیتے
دن ہوتے ہُوئے دُھوپ نکلنے نہیں دیتے

آنچل میں چھپا لیتے ہیں شمعِ رُخِ روشن
پروانے تو جل جائیں وہ جلنے نہیں دیتے

بکھرا دی وہیں زُلف ذرا رُخ سے جو سرکی
کیا رات ڈھلے رات وہ ڈھلنے نہیں دیتے

کس درجہ ہیں بیدرد ترے ہجر کے صدمے
دل کو تری یادوں سے بہلنے نہیں دیتے

دیکھا ہے جسے بھی وہ گراتے ہیں نظر سے
چاہے بھی سنبھلنا تو سنبھلنے نہیں دیتے

گلشن پہ اُداسی کی فضا دیکھ رہا ہوں
وہ درد کے موسم کو بدلنے نہیں دیتے

بے راہ نہ کیونکر ہوں بھلا رہرو منزل
جب راہ نما راہ پہ چلنے نہیں دیتے

وہ سامنے ہوتے ہیں تو ہوتا ہے یہ عالم
ارمان مچلتے ہیں مچلنے نہیں دیتے

بدنام وہ ہو جائیں گے یہ سوچ کے پُرنم
محفل میں ہم آنسو بھی نکلنے نہیں دیتے

○

وقت جب سازگار ہوتا ہے
سچ ہے دشمن بھی یار ہوتا ہے

بانٹ لے غم جو غم کے ماروں کا
وہ بڑا غمگسار ہوتا ہے

لوگ اُس کو بھی کاٹ دیتے ہیں
پیڑ جو سایہ دار ہوتا ہے

جس کا کوئی نہیں زمانے میں
اُس کا پروردگار ہوتا ہے

جس کے آغاز کا ہو نیک انجام
کام وہ شاندار ہوتا ہے

آپ گلشن میں جب نہیں ہوتے
گُل بھی نظروں میں خار ہوتا ہے

دل کی بازی وہ ہار کے بولے
جیت کا نام ہار ہوتا ہے

وہ بڑا خوش نصیب ہے یارو
یار کو جس سے پیار ہوتا ہے

چشمِ بیمار بند ہونے لگی
ختم اب انتظار ہوتا ہے

اُس کا لاشہ کوئی نہ ہو جس کا
بے کفن بے مزار ہوتا ہے

دیدۂ اہلِ درد میں پُرنم
اشکِ دل کی پکار ہوتا ہے

○
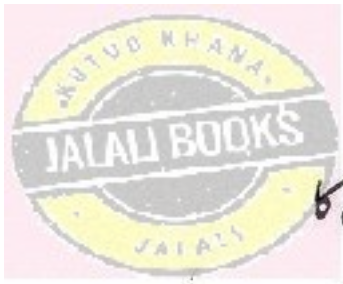
غیروں کے جب بھی لطف و کرم یاد آگئے
اپنوں نے جو کیے تھے ستم یاد آگئے

عہدِ وفا کسی نے کیا جب کسی کے ساتھ
ہم کو تمہارے قول و قسم یاد آگئے

رہ رہ کے آ رہی ہیں یہ کیوں آج ہچکیاں
کس کو پرائے دیس میں ہم یاد آگئے

پھر دل اُداس اُداس ہے ماضی کی یاد سے
جو غم بھلا چکے تھے وہ غم یاد آگئے

بادل جو برسے ٹوٹ کے اے پُرنم حزیں
اُن کو ہمارے دیدۂ نم یاد آگئے

○

دردِ دل کی دوا ہوگئی
موت مشکل کشا ہوگئی

جب سے بدلی تمہاری نظر
زندگی کربلا ہوگئی

میرے رونے پر اُن کی ہنسی
اِک ستم دوسرا ہوگئی

چُپ رہے ہم جو اُن کے حضور
خامشی التجا ہوگئی

اب تو منزل ملے گی ضرور
جستجو رہنما ہو گئی

بعد مرنے کے میرے لیے
اُن کے دل میں جگہ ہو گئی

اُن کے آنے میں وعدے کی شب
دیر کیوں اے خدا ہو گئی

آج وعدے پہ وہ آ گیا
بے وفا سے وفا ہو گئی

پُرزم اُن کا بچھڑنا نہ پوچھ
روح تن سے جدا ہو گئی

○

کہتے ہیں کس کو دردِ محبت کون تمھیں بتلائے گا
پیار کسی سے کر کے دیکھو خود ہی پتہ چل جائے گا

قاصد کی اُمید ہے یارو قاصد تو آجائے گا
لیکن ہم اُس وقت نہ ہوں گے جب اُن کا خط آئے گا

سوچ لے اے تڑپانے والے تُو رُسوا ہو جائے گا
میرا ذکر جہاں بھی ہوگا تیرا نام بھی آئے گا

تھام کے دل رہ جائیں گے وہ دیکھ کے میری میّت کو
میرا جنازہ جبکہ نکل کر اُن کی گلی سے جائے گا

ٹھوکر کھانے والے راہی اس میں خطا رہبر کی نہیں
جو نہ چلے گا دیکھ کے رستہ راہ میں ٹھوکر کھائے گا

لُٹنے کا افسوس بجا ہے لیکن اے لٹنے والو
کس کو خبر تھی قافلہ آ کر منزل پہ لُٹ جائے گا

شیشۂ دل اُس بُت نے توڑا پُر نم اس پہ حیرت کیا
ٹوٹ ہی جائے گا جو شیشہ پتھر سے ٹکرائے گا

○

مغرور نہ اتنا ہو دِلبر تُو اور نہیں مَیں اور نہیں
بے وجہ نہ مجھ سے پھیر نظر تُو اور نہیں مَیں اور نہیں

یہ حُسن جوانی یہ شوخی ہے چار دنوں کی رنگینی
تو ناز نہ کر اِن باتوں پر تُو اور نہیں میں اور نہیں

تُو ایک حسیں ہے لاکھوں میں یہ مان لیا میں نے لیکن
مَیں بھی ہوں بشر تو بھی ہے بشر تُو اور نہیں میں اور نہیں

تو چاہے نہ کر دل سے اُلفت تو چاہے نہ رکھ مجھ سے نسبت
میں تیری نظر میں غیر مگر تُو اور نہیں میں اور نہیں

کیا کعبہ کیا مسجد مندر اُس ہرجائی کے ہیں سب گھر
اِک نُور ہے سب میں جلوہ گر تو اور نہیں میں اور نہیں

عیبوں سے مرے کیونکر ہے ضد کیا ان سے تجھے مطلب زاہد
تُو دیکھ نہ میرے عیب و ہنر تُو اور نہیں میں اور نہیں

اپنوں سے نفرت ٹھیک نہیں پیر مُغ کا کہنا مان بھی جا
اب آ کے گلے مِل دیر نہ کر تُو اور نہیں میں اور نہیں

D.K.K.

○

اپنوں کو نہیں سمجھا اپنا بیگانہ سمجھ کر چھوڑ دیا
افسوس حقیقت کو تم نے افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا

تم نے بھی مرے ٹوٹے دل کی کچھ قدر نہ کی کیا ظلم کیا
تم نے بھی مرا دل ٹوٹا ہُوا پیمانہ سمجھ کر چھوڑ دیا

مندر کو نہ سمجھا گھر اُس کا افسوس بڑی نادانی کی
اللہ کے گھر کو زاہد نے بت خانہ سمجھ کر چھوڑ دیا
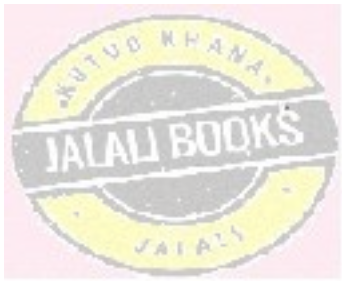
اے حضرت موسیٰؑ شکر کرو تم کو نہ جلایا خیر ہوئی
اُس شمع نے اپنے جلوؤں کا پروانہ سمجھ کر چھوڑ دیا

مرنے کے بعد بھی کام آئی دیوانگی اپنی اے برہم
تُربت میں فرشتوں نے مجھ کو دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا

○

رُخ پہ زلفوں کا آنچل نہیں
چاند یہ آج بادل نہیں

جس کو پاگل سمجھتے ہو تم
ہے وہ دیوانہ پاگل نہیں

عشق کا حل نہ ڈھونڈے کوئی
کوئی اِس بات کا حل نہیں

کہہ دو پتھر نہ مارے کوئی
پیڑ میں اب کوئی پھل نہیں

اب تو آجا کہ تیرے بغیر
چین دل کو کسی پل نہیں

چھُپ گیا جب سے محشر خرام
بزمِ عالم میں ہلچل نہیں

ہے یہاں زندگی کو ثبات
میکدہ ہے یہ مقتل نہیں

کیا بھروسہ ہے انسان کا
آج دُنیا میں ہے کل نہیں

پُرنم آنکھوں سے اُوجھل سہی
وہ مگر دل سے اُوجھل نہیں

یار کے سامنے اغیار بُرے لگتے ہیں
پھُول ہوتا ہے جہاں خار بُرے لگتے ہیں

رات کے پھُول گلے سے اب اُتاریں سرکار
باسی ہو جاتے ہیں جو ہار بُرے لگتے ہیں

جن کے پھُولوں سے نہ آتی ہو وفا کی خوشبو
وہ مہکتے ہُوئے گلزار بُرے لگتے ہیں

طُور پہ ہوش اڑانے سے پتہ چلتا ہے
حُسن کو طالبِ دیدار بُرے لگتے ہیں

اُن مسیحاؤں سے کیا درد کا درماں ہوگا
جن مسیحاؤں کو بیمار بُرے لگتے ہیں

اچھے لگتے نہیں جس دن سے گئے ہو مل کے
اپنے گھر کے در و دیوار بُرے لگتے ہیں

نام لے کر سرِ باطل کا سرِ حق کے لیے
جو اُٹھا لیتے ہیں تلوار بُرے لگتے ہیں

ایسے لگتے ہیں شبِ ہجر کے آثار مجھے
جس طرح موت کے آثار بُرے لگتے ہیں

ایسے انسان زمانے میں مجھے اے پُرنم
دل سے کرتے نہیں جو پیار بُرے لگتے ہیں

○

صحنِ گلشن میں جب سے یار نہیں
ہے خزاں ہی خزاں بہار نہیں

غیر کا یار میرا کیا ہوگا
جب مرا یار میرا یار نہیں

جانے کب ساتھ چھوڑ دے اے دوست
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

یار کا اختیار ہے مجھ پر
یار پر میرا اختیار نہیں

دن ہو یا رات، شام ہو کہ سحر
کب مجھے اُن کا انتظار نہیں

کیوں نہ تھرّائے شمعِ قبر کی لَو
چین مجھ کو تہِ مزار نہیں

اُن کے تیرِ نظر کا اے پُرنم
کون سا دل ہے جو شکار نہیں

کبھی دل سے نہ تیرا درد نکلے
نکلتی ہے تو آہِ سرد نکلے

تمہیں ہمدرد سمجھے تھے ہم اپنا
مگر تم بھی بڑے بے درد نکلے

کیا برباد ارمانوں نے دل کو
مرے دشمن تو گھر کے فرد نکلے

نہ تھی اُمید ہمدردی کی جن سے
وہی تقدیر سے ہمدرد نکلے

خزاں کا خوف تھا جن کو چمن میں
اُنھیں پھولوں کے چہرے زرد نکلے

صفائی کا مزہ تو جب ہے پُرنم
دِلوں سے نفرتوں کی گرد نکلے

یہ کہہ کے آگ وہ دل میں لگائے جاتے ہیں
چراغ خود نہیں جلتے جلائے جاتے ہیں

اب اِس سے بڑھ کے ستم دوستوں پہ کیا ہوگا
وہ دشمنوں کو گلے سے لگائے جاتے ہیں

غریبی جُرم ہے ایسا کہ دیکھ کر مجھ کو
نگاہیں پھیر کے اپنے پرائے جاتے ہیں

کشش چراغ کی یہ بات کر گئی روشن
پتنگے خود نہیں آتے بلائے جاتے ہیں

تجلّیوں کے حجابات ہیں خیال رہے
یہ پردے دستِ نظر سے اُٹھائے جاتے ہیں

ہمیں ملی ہے جگہ جب سے آپ کے دل میں
جہاں ہیں آپ وہاں ہم بھی پائے جاتے ہیں

نہ پوچھ حالِ شبِ غم نہ پوچھ اے پُرنم
بہائے جاتے ہیں آنسو بہائے جاتے ہیں

○

ترا مجھ سے پیار کرنا بڑا میرے کام آیا
جہاں تیرا نام آیا وہاں میرا نام آیا

مرے جیتے جی جہاں میں جو کبھی نہ کام آیا
مری قبر پہ جلانے وہ چراغِ شام آیا

کئی دور ہو چکے ہیں مجھے کیوں نہ ہوش کا اُٹھ
میرے پاس میرے ساقی ابھی تک نہ جام آیا

یہ تغافل اُن کا دیکھو وہ گئے ہیں جب سے مل کے
نہ کوئی پیام آیا نہ کبھی سلام آیا

ترے عشق کے سہارے میں گذر گیا یہاں سے
کبھی راہِ عاشقی میں جو کٹھن مقام آیا

یہ نوازشِ محبت رہی مجھ پہ شامِ فرقت
کبھی دل میں یاد آئی کبھی لب پہ نام آیا

مری پیاس میکدے میں کبھی آنسوؤں سے پُرنم
یہ گلہ مجھے ہو کیونکر کہ میں تشنہ کام آیا

○

رُو رُو کے اُن کو خط میں قصّہ تمام لکھا
دل کا دیا جلا کر جب وقتِ شام لکھا

مجبورِ عشق نے جب کوئی پیام لکھا
دشمن کو اُن کی خاطر خط میں سلام لکھا

میرے جوابِ خط میں شوخی نہیں تو کیا ہے
دشمن کو مجھ سے پہلے اُس نے سلام لکھا

میں نے لہو کے بدلے کل جو شراب پی لی
فتوے میں مفتیوں نے اُس کو حرام لکھا

ساقی کی انجمن میں محروم ہم نہ ہوتے
ہوتا اگر ہماری قسمت میں جام لکھا

خطِ آخری جو لکھا مایوسِ زندگی نے
مرحوم ساتھ لکھا جب اپنا نام لکھا

ڈھلکے جو اشک پُرنم کچھ بن گئیں لکیریں
چہرے پہ حسرتوں کا یوں تھا پیام لکھا

O

تیرے بغیر دل مرا اُجڑا سا اک دیار ہے
جیسے کسی غریب کا ٹوٹا ہوا مزار ہے

تیری جُدائی میں کوئی دوست نہ غمگسار ہے
سچ ہے کہ بگڑے وقت میں کون کسی کا یار ہے

تو جو نہیں تو باغ میں کیا ہے اگر بہار ہے
تیرے بغیر پھول بھی میری نظر میں خار ہے

کلیاں بجھی بجھی سی ہیں پھول اداس اداس ہیں
روٹھ گئے ہو جب سے تم روٹھی ہوئی بہار ہے

عشق میں دے کے جان و دل بازیٔ وفا جیت لے
ہار میں تیری جیت ہے جیت میں تیری ہار ہے

شکر ہے دل سے دل ملے چاہیے اور کیا مجھے
پیار ہے مجھ کو یار سے یار کو مجھ سے پیار ہے

زندہ رہے نہ کل جو ہم ہوگا پھر اُس کا کیا علاج
ملنے تم آؤ گے ضرور تم پہ تو اعتبار ہے

کعبہ و دیر کے بھی ہیں جلوے بہت حسین مگر
جلوۂ حُسنِ یار پھر جلوۂ حسنِ یار ہے

آخری دید کے لیے آنا ہے آ بھی جائیے
غسل و کفن تو ہو چکا آپ کا انتظار ہے

پُرنم بیقرار کا حال نہ پوچھ ہجر میں
غم سے سلگ رہا ہے دل آنکھ بھی اشکبار ہے

○

لکھا تو بارہا حالِ خراب کیا کرتے
دیا نہ یار نے خط کا جواب کیا کرتے

اگر نہ رُخ سے اُٹھاتے نقاب کیا کرتے
چُھپا کے آپ خدا کی کتاب کیا کرتے

ہم ایسے میں نہ جلاتے اگر چراغ کوئی
غرُوب ہونے کو تھا آفتاب کیا کرتے

تمھارے حسن کی تصویر دیکھنے کے لیے
نہ دیکھتے جو چمن میں گلاب کیا کرتے

تمھارے بعد نہ تم سا کوئی نظر آیا
کسی حسین کا ہم انتخاب کیا کرتے

نگاہِ ساقیِ محفل میں ہم بھی تھے لیکن
نہ تھا نصیب میں جامِ شراب کیا کرتے

جو بے حساب تقاضہ نہ کرتے رحمت کا
گناہ گار تھے ہم بے حساب کیا کرتے

جوانی آئی مگر مفلسی کے ساتھ آئی
خزاں نصیب تھا باغِ شباب کیا کرتے

بھنور میں دیکھ کے کشتی کو میری اے پُرنم
اگر نہ پھوٹ کے روتے حباب کیا کرتے

○

تیرے جانے کی خبر سے ہر خوشی بے چین ہے
موت کا پیغام سُن کر زندگی بے چین ہے

سُن لیا ہے جب سے رخصت ہونے والی ہے بہار
باغ میں رُوتی ہے شبنم ہر کلی بے چین ہے

محفلِ شب میں ستارے تیری خاطر ہیں اُداس
چاند افسردہ ہے تجھ بن چاندنی بے چین ہے

چوٹ کھائی ہے ستمگر جب سے تیرے عشق کی
ہر گھڑی بیتاب ہے دل ہر گھڑی بے چین ہے

پُوچھتے ہیں مجھ سے وہ شوخی تو اُن کی دیکھئے
کیا مری خاطر ترا دل واقعی بے چین ہے

کیا خبر کس کے لیے پھرتے ہیں جگنو رات بھر
جانے کس کی جستجو میں روشنی بے چین ہے

گیسوؤں کا روئے روشن پر مچلنا دیکھئے
روشنی سے مات کھا کر تیرگی بے چین ہے

حشر کا دن ہے نجانے کس سے کیا پُوچھے خدا
ہر فرشتہ بے سکوں ہر آدمی بے چین ہے

عشق کی دُنیا میں پُرنم کون ہے آرام سے
رو رہا ہے دل کسی کا اور کوئی بے چین ہے

○

جوانی میں ادائے کمسنی اچھی نہیں لگتی
چمن میں پھول کے آگے کلی اچھی نہیں لگتی

اجازت ہو تو ہم اِس شمعِ محفل کو بجھا ڈالیں
تمھارے سامنے یہ روشنی اچھی نہیں لگتی

پریشاں کس لیئے ہیں چاند سے رخسار پر گیسو
ہٹا لیجئے کہ دُھندلی چاندنی اچھی نہیں لگتی

نہ آپ آئے نہ کچھ اپنی خبر بھیجی شبِ وعدہ
مجھے ایسی شرارت آپ کی اچھی نہیں لگتی

مجھے پہچان کر مجھ سے نگاہیں پھیرنے والے
سرِ محفل یہ تیری بے رُخی اچھی نہیں لگتی

خلوصِ دل سے جو ہوتی ہے خالی یہ حقیقت ہے
خدا کو شیخ جی وہ بندگی اچھی نہیں لگتی

غمِ جاناں سے دل مانوس جب سے ہو گیا مجھ کو
ہنسی اچھی نہیں لگتی خوشی اچھی نہیں لگتی

یقیناً ظلم کی ہر بات سُن کر کہنے والے سے
کہے گا یہ ہر اچھا آدمی اچھی نہیں لگتی

گلی تیری بُری لگتی نہیں تھی جانِ جاں لیکن
نہیں ہے جب سے تو تیری گلی اچھی نہیں لگتی

خوشی سے موت آئے اب مجھے مرنا گوارا ہے
گئے وہ جب سے مجھ کو زندگی اچھی نہیں لگتی

نہ چھیڑو ہمنشینو شامِ غم پُرنم کو رونے دو
مصیبت میں کسی کی دل لگی اچھی نہیں لگتی

جو دردِ عشق کے قابل نہیں ہے
وہ دل کہنے کو دل ہے دل نہیں ہے

نہیں ہے کام کا نقطہ وہ نقطہ
ترے رُخسار کا جو تل نہیں ہے

ہمارا ہو کے دم بھرتا ہے اُن کا
ہمارا دل ہمارا دل نہیں ہے

نہیں ہے جب سے تو اے جانِ محفل
تری محفل تری محفل نہیں ہے

ستم ہے مر گئے ہم جس کی خاطر
جنازے میں وہی شامل نہیں ہے

دیا دل آپ نے بھی کس کو پُرنم
ذرا بھی جس کو قدرِ دل نہیں ہے

C

پیشِ نگاہ جس گھڑی کوچۂ یار آگیا
کعبۂ عشق دیکھ کر دل کو قرار آگیا

میری گزارشات پُرشکر ہے پیار آگیا
ملنے جو آپ آگئے دل کو قرار آگیا

مستی نواز ساقیا تیری نظر بھی خوب ہے
جس پہ نگاہ ڈال دی اُس کو خمار آگیا

دونوں کو شکوے تھے مگر نظروں سے جب ملی نظر
مجھ کو بھی پیار آگیا اُن کو بھی پیار آگیا

میری خوشی کے پھول بھی صحنِ چمن میں کھل گئے
آئے جو تم بہار میں لطفِ بہار آگیا

شوخی تو اُن کی دیکھئے کہتے ہیں میری لاش پر
میرے بغیر آپ کو کیسے قرار آگیا

خوش ہے لحد مٹا کے وہ اور مجھے خوشی ہے یہ
قدموں میں میرے یار کے میرا مزار آگیا

حُسنِ وفا تو دیکھئے جس کے لیے مرے تھے ہم
قبر پہ لے کے وہ حسیں پھولوں کا ہار آگیا

دیکھ کے پُرنم اُس کو میں سجدے نہ کرتا کیوں بھلا
میرا تو میرے سامنے پروردگار آگیا

○

یوں تیرے لیے کوئی پریشان ہو جیسے
پردیس میں اک بے سروسامان ہو جیسے

یوں دل مرا قربان ہے ترے شعلۂ رُخ پر
پروانہ رُخِ شمع پہ قربان ہو جیسے

یوں مجھ سے ملا کرتا ہے احسان فراموش
اُس شخص کا مجھ پر بڑا احسان ہو جیسے

یوں ہے ترے مایوس کے سینے میں تمنّا
مُردہ دلِ مرحوم میں ارمان ہو جیسے

یوں میرے لیے خط میں ہے تحریر کسی کی
مومن کے لیے آیتِ قرآن ہو جیسے

پژمردہ تصوّر میں ہے یوں شامِ جدائی
مُفلس کے گھر آیا ہُوا مہمان ہو جیسے

○

...ت زلف جب سر کے دلکشی تو ہوتی ہے
...ند کے نکلنے سے چاندنی تو ہوتی ہے

...ا ہوا حسینوں سے گر وفا نہیں ہوتی
...ستوں ہر انساں میں کچھ کمی تو ہوتی ہے

...ر کچھ نہ ہو لیکن دید حسن والوں کی
...شق کی نگاہوں میں بندگی تو ہوتی ہے

...ب جس طرح گذرے یہ تو ماننا ہوگا
...دگی بہر صورت زندگی تو ہوتی ہے

جب وہ جلوہ گر ہوں گے ہوں گے ہر طرف جلوے
شمع جب بھی روشن ہو روشنی تو ہوتی ہے

آدمی نما بھی ہے ظالموں کی اک دنیا
آدمی کی صورت میں آدمی تو ہوتی ہے

کیوں نہ بے کلی ہر دم ہجر میں ہو لے پر نم
یار جب نہیں ہوتا بے کلی تو ہوتی ہے

آرزو حسرت تمنا مدعا کوئی نہیں
جب سے تم ہو میرے دل میں دوسرا کوئی نہیں

بے وفائی کا مجھے تجھ سے گلہ کوئی نہیں
پیار تو میں نے کیا تیری خطا کوئی نہیں

چاہنے والا ہوں تیرا جب کبھی میں نے کہا
کہہ دیا اُس بے وفا نے تو مرا کوئی نہیں

جس نے جس سے دل لگایا وہ نہ میرا ہو سکا
اس سے بڑھ کر دل لگانے کی سزا کوئی نہیں

خوب ہے وہ زندگی جو ساتھ گذرے یار کے
یار بِن الفت میں جینے کا مزہ کوئی نہیں

رُوح کی تسکین کا چارہ نہیں ہے موت بھی
درد ایسا ہے مرا جس کی دوا کوئی نہیں

اجنبی ہوں میں شناساؤں میں بھی رہتے ہوئے
جانتا کوئی نہیں پہچانتا کوئی نہیں

کام کچھ تیرے بھی ہوتے تیری مرضی کے خلاف
ہاں مگر میرے خدا تیرا خدا کوئی نہیں

بڑھ کے طوفاں میں سہارا موجِ طوفاں کیوں نہ دے
میری کشتی کا خدا ہے ناخدا کوئی نہیں

جستجو کامل ہے تو منزل کا مِلنا شرط ہے
جستجو سے بڑھ کے پُر غم رہنما کوئی نہیں

اُن سے میری جھوٹی سچی کی جو برائی لوگوں نے
آخر مجھ سے روٹھ گئے وہ ایسی لگائی لوگوں نے

ساتھ دیا جھوٹے لوگوں کا رونا تو اس بات کا ہے
سچے تھے جو اُن لوگوں سے کی نہ بھلائی لوگوں نے

سب سے ہوئے وہ سینہ بہ سینہ ہم سے ملایا خالی ہاتھ
عید کے دن جو سچ پوچھو تو عید منائی لوگوں نے

کرنے لگے بہکی تقریریں حضرتِ واعظ محفل میں
پانی میں تھوڑی سی ملا کر کل جو پلائی لوگوں نے

۱ دیوانہ دیوانہ کہہ کر دنیا میں بدنام کیا
میرے جنوں کی بات نہ تھی کچھ بات بڑھائی لوگوں نے

مرتے دم تک ساتھ رہا جو پُرنم اس سے ایسا سلوک
جلدی سے کفنا دفنا کر جان چھڑاتی لوگوں نے

سچ بول کے ستم سے خطا وار ہو گیا
میں نیک کام کر کے گنہگار ہو گیا

کل خوب قتلِ عام ہُوا اُن کی بزم میں ✓
اُٹھنا نگاہِ ناز کا تلوار ہو گیا

جلوے کے سامنے تمھیں اپنی خبر نہ تھی ✓
موسیٰؑ یہ کیسے مان لوں دیدار ہو گیا

۱ شرما کے مُنہ چھپانے لگا بادلوں میں چاند
کل شب جو بے نقاب رُخِ یار ہو گیا

اے ہمنشیں یہ غم ہے کہ فصلِ بہار میں
بجلی گری جب آشیاں تیار ہوگیا

جب یہ سنا وہ آج عیادت کو آئیں گے
میں اور جان بوجھ کے بیمار ہوگیا

پُرنم وہ آ کے میرے جنازے پہ رو دیئے
مرنے کے بعد مجھ سے انھیں پیار ہوگیا

○

یارب اس غم سے سروکار نہ ہونے پائے
ساری دُنیا ہو خفا یار نہ ہونے پائے

دوست دشمن کا طرفدار نہ ہونے پائے
گُل جو ہے گُل ہی رہے خار نہ ہونے پائے

روز و شب دردِ محبت سے تڑپتا ہی رہے
کبھی اچھا ترا بیمار نہ ہونے پائے

جب یہ فطرت کا تقاضہ ہے تو ممکن ہی نہیں
آدمی ہو کے گنہگار نہ ہونے پائے

اس لیے اُس نے بنایا ہے تجلّی کو حجاب
آنکھ والوں کو بھی دیدار نہ ہونے پائے

ہیں تقاضہ جو کروں وصل کا اے جذبۂ دل
یار کو جرأتِ انکار نہ ہونے پائے

دیجیے دل سے دعا ضبطِ الم کو میرے
آپ بدنام جو سرکار نہ ہونے پائے

اُن کو ناواقفِ انجامِ محبت رکھنا
اے خدا مجھ سے انھیں پیار نہ ہونے پائے

پا کے بھی دولتِ کونین کبھی تیرے بغیر
مطمئن تیرے طلب گار نہ ہونے پائے

مرضیٔ غیر یہ ہے اُن سے کبھی اے چشمِ نم
آنکھوں آنکھوں میں بھی اقرار نہ ہونے پائے

○

پاس دلبر نہیں تو کچھ بھی نہیں
یوں مقدّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

بندہ پرور حیات کیا ہے مری
بندہ پرور نہیں تو کچھ بھی نہیں

لاکھ دلبر ہوں دلبری کے لیے
اپنا دلبر نہیں تو کچھ بھی نہیں

جلوہ گر دل کے آئینے میں اگر
آئینہ گر نہیں تو کچھ بھی نہیں

جو میسّر ہے غم تو سب کچھ ہے
غم میسّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

گھر میں سب کچھ تھا اُن کے ہونے سے
جب سے وہ گھر نہیں تو کچھ بھی نہیں

لاکھ روشن دماغ ہو کوئی
دل منوّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

شعبدے سب ہیں شعبدہ گر سے
شعبدہ گر نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل نوازی کو غارتِ ایماں
بتِ کافر نہیں تو کچھ بھی نہیں

سجدۂ شوق کے لیے زاہد
یار کا در نہیں تو کچھ بھی نہیں

یادِ جاناں میں ہر گھڑی پُرنم
دیدۂ تر نہیں تو کچھ بھی نہیں

○

کسے پلائے طلبگار کی تلاش میں ہے
نگاہِ ساقیا میخوار کی تلاش میں ہے

پس نقاب بتاتا ہے جلوۂ بیتاب
کہ جلوہ طالب دیدار کی تلاش میں ہے

جو ہے قریبِ رگِ جاں بھی رہ کے پوشیدہ
نگاہِ شوق اُسی یار کی تلاش میں ہے

میں بیچتا ہوں مرا دل خرید لے کوئی
مری نگاہ خریدار کی تلاش میں ہے

مرا خلوص مرا پیار ایک مدت سے
ترے خلوص ترے پیار کی تلاش میں ہے

ملا نہ کوئی بھی غمخوار اُسے تو کیا ہوگا
وہ غم نصیب جو غمخوار کی تلاش میں ہے

مسیحا میری نگاہوں میں ہے وہ اے پُرنم
مسیحا بن کے جو بیمار کی تلاش میں ہے

○

مجھے دردِ ہجر دے کر نہ تو بیقرار کرنا
مرے بس کا اب نہیں ہے ترا انتظار کرنا

پسِ مرگ الجھنوں کا نہ مجھے شکار کرنا
کبھی زُلف کو پریشاں نہ سرِ مزار کرنا

بس تری ادا کے قربان یہ ادا بھی کیا ادا ہے
کبھی مجھ سے رُوٹھ جانا کبھی مجھ سے پیار کرنا

دل و جاں سے مٹنے والو مرا مشورہ ہے تم کو
ذرا سوچ کر کسی پر دل و جاں نثار کرنا

مجھے قید کر کے اُس نے کہا مجھ سے یہ قفس میں
نہ غمِ چمن میں رونا نہ غمِ بہار کرنا

نہ گھٹا سکے الم کو جو بڑھا دے اور غم کو
نہ اب ایسی غمگساری مرے غمگسار کرنا

جو کرے ہے جھوٹے وعدے وہ یقین دلائے پھر بھی
دلِ ناسمجھ نہ اُس کا کبھی اعتبار کرنا

ترا بن سنور کے آنا مجھے یاد کیوں نہ آئے
شب و روز میری خاطر وہ ترا سنگھار کرنا

شبِ ہجر کا وہ عالم کروں کیا بیاں پُرنم
کبھی کروٹیں بدلنا کبھی ذکرِ یار کرنا

○

تم گئے تو زندگانی نقشِ فانی ہوگئی
تم جو آئے زندگانی زندگانی ہوگئی

سُن کے میری آپ بیتی آپ نے جھٹلا دیا
ایک سچی داستاں جھوٹی کہانی ہوگئی

جب مرا محبوب آیا رُو برُوئے آئینہ
صورتِ آئینہ بھی محبوبِ ثانی ہوگئی

میرا یوسف جلوہ فرما جب سے میرے گھر میں ہے
زندگی اپنی زُلیخا کی جوانی ہوگئی

برق نے اے ہمنشینو ٹوٹ کر چاہا بہت
مہربان مجھ پر بلائے آسمانی ہوگئی

مٹ گیا جب میں تو باقی رہ گیا تیرا وجود
بے نشانی تیرے ہونے کی نشانی ہوگئی

اُن کے رخساروں پہ گلشن میں پسینہ دیکھ کر
شرم سے پھولوں پہ شبنم پانی پانی ہوگئی

دشمنوں کی دشمنی کا مٹ گیا دل سے ملال
جب سے پُرنم دوستوں کی مہربانی ہوگئی

○

تو جو مجھ پر مہرباں شام و سحر دن رات ہے
یہ تو سب تیری خوشی تیرے کرم کی بات ہے

بات جو میری بنی ہے سب یہ تیری بات ہے
ورنہ میری کیا حقیقت کیا مری اوقات ہے

کیوں بھلا صدمے اُٹھائیں ہم ترے ہوتے ہوئے
رنج ہو کس بات کا جب تو ہمارے ساتھ ہے

تُو نے جو دردِ محبت سے نوازا ہے مجھے
ساری سوغاتوں میں تیری خاص یہ سوغات ہے

آئینہ ہے تیری ہستی کا ہر اک شے کا وجود
جو بھی کچھ ہے کچھ نہیں ہے ہے تو تیری ذات ہے

ہے ترے جلوؤں کا صدقہ ہر جہانِ رنگ و بُو
زینتِ کونین تیرے حُسن کی خیرات ہے

وہ جو ہنس دیتے ہیں پُرنم دیکھ کے رونا مرا
رازِ الفت کی یقیناً اُس میں کوئی بات ہے

○

کر کے دیدار بھی دیدار کے خواہاں نکلے
دیکھ کر بھی نہ تری دید کے ارماں نکلے

کرنے ہر شے جو ترے نام پہ قرباں نکلے
ہاں وہی سلطنتِ عشق کے سلطاں نکلے

کر گئے حُسن کو مشہور زمانے بھر میں
عشق والے تو بڑے کام کے انساں نکلے

چاند سُورج کی نہیں ہے جو ترے حسن کی شان
چاند سُورج نہ ترے حُسن کے شایاں نکلے

اُن سے پہلے گئی گلزار میں خوشبو اُن کی
گھر سے وہ سیر کو جب سوئے گلستاں نکلے

بُتِ کافر کی ادا دیکھنے آئے جو کبھی
بتکدے سے وہ مُسلماں نہ مُسلماں نکلے

وار جن پر بھی ترے خنجر اَبرُو کے ہوئے
چاکِ دل چاک جگر چاک گریباں نکلے

در حقیقت یہ حقیقت ہے تری اُلفت میں
ہو گئے جو بھی ترے صاحبِ عرفان نکلے

جب ہوئے عاشقِ معشوق نما اے پُرنم
ہمیں شیدا ہمیں جلوہ ہمیں جاناں نکلے

○

مجھے رنج ہوگا نہ موت کا اگر ایسی موت نصیب ہو
مرا دم جو نکلے تو اے خدا مرے پاس میرا حبیب ہو

ہے عبث دواؤں کا سوچنا نہ تو فکر مند طبیب ہو
تو علاج اُس کا کرے گا کیا جو مریضِ عشقِ حبیب ہو

کرا سیر مجھ کو بصد خوشی مگر اتنی عرض بھی سُن مری
وہاں قید کر کہ قفس مرا مرے آشیاں کے قریب ہو

جسے تیرے حُسن کی ہو خبر وہی چشمِ عشق ہے

بڑی خوش نصیب ہے وہ نظر تری دید جس کو نصیب

شب و روز پُرنم غمزدہ رہے درد دل میں جو

وہ قرار پائے تو کس طرح اُسے چین کیسے نصیب

○

وہ دیکھ کے کہتے ہیں مری آنکھ جو نم ہے

تجھ کو مرے ہوتے ہوئے کس بات کا غم ہے

کیسے کہوں سرکار کا احسان یہ کم ہے

آپ اپنا سمجھتے ہیں بڑا مجھ پہ کرم ہے

حاصل جو مجھے حوصلۂ درد و الم ہے

سب تیری عنایت ہے یہ سب تیرا کرم ہے

ہے مُصحفِ رُخِ یار کا قرآنِ محبت

معراجِ نظر عشق میں دیدارِ صنم ہے

میں کیوں نہ کروں شیخ طوافِ درِ جاناں

میرا یہی کعبہ ہے یہی میرا حرم ہے
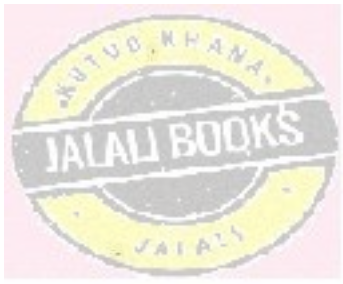
ہو یاد صنم کیوں نہ بھلا میری عبادت
زاہد میری نظروں میں خدا میرا صنم ہے

چاہت ہے تری ہیں جو تجھے چاہ رہا ہوں
چاہت سے تری میری محبت کا بھرم ہے

آساں ہوں نہ کیوں میرے لیے عشق کی راہیں
جب راہ نمائی کو ترا نقشِ قدم ہے

میں ترک محبت کی بھلا دیتا ہوں باتیں
جب ہنس کے وہ کہتے ہیں تجھے میری قسم ہے

ہے دیدۂ پُرنم جو ترے غم کی بدولت
دولت ترے پُرنم کی یہی دولتِ غم ہے

○

ترا آستاں ہے مرا حرم ترا کوچہ قبلہ مقام ہے
تری یاد میری نماز ہے ترا عشق میرا امام ہے

نہ رہے جو پیشِ نگاہ تو مجھے کیوں ہو سجدے کی آرزو
جہاں تو نہ ہو مرے روبرو وہاں سجدہ کرنا حرام ہے

پئے سجدہ شوق سے ہمنشیں جھکی جا رہی ہے مری جبیں
یہ دیار کیسا دیار ہے یہ مقام کیسا مقام ہے

ہے شرابِ عشق عجیب شے جسے پیجیے دونوں جہان میں
نہ یہاں پہ پینا حرام ہے نہ وہاں پہ پینا حرام ہے

میں مقیمِ کوچۂ یار ہوں جو ہیں دیر و کعبہ تو کیا ہوا
دریار سے ہے غرض مجھے دریار سے مجھے کام

یونہی پُرنم آنسو بہائے جا یونہی رُو کے یار منا
کہ پسند اُس کو اسی طرح ترے دردِ دل کا پیا

O

دونوں عالم سے وہ بیگانہ نظر آتا ہے
جو ترے عشق میں دیوانہ نظر آتا ہے

عشق بت کعبۂ دل میں ہے خدایا جب سے
تیرا گھر بھی مجھے بت خانہ نظر آتا ہے

شعلۂ عشق میں دیکھے کوئی جلنا دل کا
شمع کے بھیس میں پروانہ نظر آتا ہے

مصر کا چاند بھی شیدا ہے ازل سے اُن کا
حُسن کا حسن بھی دیوانہ نظر آتا ہے

باغباں باغ میں کس شوخ کی تحریر ہے یہ
ورقِ گُل پہ جو افسانہ نظر آتا ہے

ہے عجب حسنِ تصوّر ترے دیوانے کا
تیرے جیسا ترا دیوانہ نظر آتا ہے

اُن کی مست آنکھ مرے دل میں ہے رقصاں پُرنم
خوب پیمانے میں پیمانہ نظر آتا ہے

○

لے کے حرم کی آرزو شیخ پئے حرم گئے
یار سے تھی غرض ہمیں یار کے در پہ ہم گئے

جانے لگے تو عشق کا اور بڑھا کے غم گئے
کل وہ ہمارے حال پر کر کے بڑا کرم گئے

وعدے پہ اُن کے کل کی شب مجھ کو یقیں ہوا نہ جب
میرے یقیں کے واسطے کھا کے مری قسم گئے

کیسے بھلا اُٹھیں قدم جائیں تو کیسے جائیں ہم
اپنے قدم تو اے صنم تیری گلی میں جم گئے

کیوں نہ خزاں نصیب ہو باغِ حیات ہمنشیں
میری بہارِ زندگی لے کے مرے صنم گئے

گھر میں شبِ سیاہ کے کیسے نہ ہوتی روشنی
دل میں رُخِ حبیب کا لے کے چراغ ہم گئے

عشق میں ہم جہاں گئے صدقے میں چشمِ شوق کے
حُسنِ نظر نواز کے جلوے قدم قدم گئے

بُرنم اچانک آ گئے جب وہ نظر کے سامنے
آنکھوں میں آ رہے تھے جو آنسو وہیں پہ تھم گئے

○

حاصل ہے تیرے عشق میں تسکینِ جاں مجھے
جس دن سے مل گیا ہے ترا آستاں مجھے

جھک کر سلام کرنے لگے آسماں مجھے
پہنچا دیا ہے تیرے کرم نے کہاں مجھے

دامن نہ مجھ سے آپ کا چھوٹے کسی طرح
سرکار چاہے چھوڑ دے سارا جہاں مجھے

پھر کیوں نہ بے نیازِ غمِ دو جہاں رہوں
تو ہے تو کس لیے ہو غمِ دو جہاں مجھے

ملنے کو مہرباں تو ملے اور بھی مگر
تم سا کہیں ملا نہ کوئی مہرباں مجھے

اللہ جانے کس کی تجلّی نظر میں ہے
بھاتا نہیں ہے جلوۂ کون و مکاں مجھے

دل کو ترا ملال رہا روزِ عید بھی
گذری ترے بغیر خوشی بھی گراں مجھے

گر چاہتے ہیں آپ ضرور آزما
منظور عشق میں ہے ہر اک امتحاں

پُر نم غمِ حیات گلے سے لگا تو لُو
لیکن غمِ حبیب سے فرصت کہاں

○

وہ آنکھ میرے لیے نم ہے کیا کیا جائے
اُسے بھی آج مرا غم ہے کیا کیا جائے

ترے بغیر کہیں میرا جی نہیں لگتا
ترے بغیر یہ عالم ہے کیا کیا جائے

سحر قریب ہے اب کیا وہ آئیں گے ملنے
اُمیدِ وصل بہت کم ہے کیا کیا جائے

خطا معاف خطائیں تو ہم سے ہوں گی ضرور
کہ یہ تو فطرتِ آدم ہے کیا کیا جائے

الٰہی اب کوئی چارہ نہیں دعا کے سوا
مریضِ ہجر لبِ دم ہے کیا کیا جائے

وہ مجھ سے ملنے کو آئے ہیں میری موت کے بعد
خوشی بھی میرے لیے غم ہے کیا کیا جائے

بہت سے رہتے ہیں دن رات ہجر میں پُرنم
یہ حالِ دیدۂ پُرنم ہے کیا کیا جائے

○

مرنے والا ہے بیمارِ حسرت اب کہا مان جا حُسن والے
دیکھ آنکھوں میں تھوڑا سا دم ہے اب تو چہرے سے پردہ ہٹا لے

چین پائے تو کس طرح پائے دل سنبھالے تو کیسے سنبھالے
جس کا دل پڑ گیا ہو ستمگر تیری کافر اداؤں کے پالے

کوئی دیکھے تو کس کشمکش میں آج بیمارِ حسرت ہے اُن کا
آج ہی موت ہے آنے والی آج ہی وہ بھی ہیں آنے والے

ہے بڑا تیرا احسان مجھ پر تو نے بخشا جو دردِ محبت
آ رہا ہے مزہ زندگی کا تیرے قربان تڑپانے والے

مجھ کو افسوس سب سے زیادہ کیوں نہ ہو سازشِ باغباں کا
اپنے ہاتھوں سے اپنے چمن کو کر دیا دشمنوں کے حوالے

آج پُرنم سرہانے لحد کے جانے کیا سوچ کے دل بھر آیا
آ گئے اُن کی آنکھوں میں آنسو پھول جب میری تربت پہ ڈالے

○

نہ بن سکے گا وہ میرا خیال ایسا ہے
جواب جس کا نہیں ہے سوال ایسا ہے

جوان ہو کے وہ کیا کیا نہ ظلم ڈھائیں گے
جب اُن کے ظلم کا بچپن میں حال ایسا ہے

منائے عید میں عشّاق دیکھ کر جس کو
جہاں میں اَبروئے جاناں ہلال ایسا ہے

مجالِ ترکِ محبت نہ کر سکا کوئی
ترا فریبِ تبسّم کمال ایسا ہے

جسے نظر سے گرایا سنبھل سکا نہ کبھی
ترا نظر سے گرانا زوال ایسا ہے

خلوصِ دل کے عوض دل خرید سکتے ہیں
یہ چیز ایسی ہے یارو یہ مال ایسا ہے

یہ کہنا بچنے کی امید اب نہیں قاصد
ترے مریضِ محبت کا حال ایسا ہے

ہر آنسو بن گیا موتی وفا کا اے پُرنم
ملالِ یار جہاں میں ملال ایسا ہے

○

رُخ پہ کیا بکھرے کہ بیکل ہو گئے
بال اُن کے غم کے بادل ہو گئے

دامنِ اُمیدوں کے تجھ بن کچھ نہ پوچھ
جیسے بیواؤں کے آنچل ہو گئے

کل وہ میرے گھر سے کیا رخصت ہوئے
دیدہ و دل کل سے بیکل ہو گئے

تیرے وعدے بھی ستمگر خوب ہیں
کل سے آج اور آج سے کل ہو گئے

ہم بھی عاشق ہیں تمہارے جب کہا
ہنس کے بولے تم بھی پاگل ہو گئے

مر گئے بیمار تیرے ہجر میں
غم کے افسانے مکمل ہو گئے

جانبِ منزل چلے پائے خیال
چلتے چلتے پاؤں جب شل ہو گئے

وقتِ رخصت پُرنم اشکوں کا ہجوم
وہ مری نظروں سے اُوجھل ہو گئے

O

تمہاری ذات محبت شعار ہو کہ نہ ہو
ہمیں ہے تم سے تمھیں ہم سے پیار ہو کہ نہ ہو

نشان رہے نہ رہے یادگار ہو کہ نہ ہو
ہمیں نہیں تو ہمیں کیا مزار ہو کہ نہ ہو

ہمارا وعدہ ہے وعدہ ہمارے وعدے کا
یہ اور بات تمھیں اعتبار ہو کہ نہ ہو

کریں گے ہم تو بہر حال انتظار اُن کا
سکوں نواز شبِ انتظار ہو کہ نہ ہو

ہم اِک نظر کے لیے التجا کریں گے ضرور
ہماری سمت کبھی چشمِ یار ہو کہ نہ ہو

کیے ہیں ہار سنگھار اپنے یار کی خاطر
پسندِ یار کو میرا سنگھار ہو کہ نہ ہو

وہ خوش رہے کیا برباد عشق میں جس نے
مجھے خوشی مرے پروردگار ہو کہ نہ ہو

تری بہارِ جوانی سدا بہار رہے
کسی کے دل کے چمن میں بہار ہو کہ نہ ہو

رہوں گا اُس کے لیے اشکبار اے پُرنم
کبھی وہ میرے لیے اشکبار ہو کہ نہ ہو

یوں نہ پھر مل کے بچھڑنے کی گھڑی ہو جیسے
جان کچھ دیر کو آنکھوں میں اڑی ہو جیسے

چُپ کھڑے تھے وہ مرے سامنے یوں وقتِ اجل
زندگی موت کے ساحل پہ کھڑی ہو جیسے

ہر گھڑی آنکھوں میں ہے تیرے بچھڑنے کی گھڑی
ہر گھڑی تیرے بچھڑنے کی گھڑی ہو جیسے

زیست نادار کی ایسی ہے کہ ویرانے میں
ایک بے گور و کفن لاش پڑی ہو جیسے

O

ول لگی بھول جانی پڑے گی محبت کی راہوں میں آکر تو دیکھو
پہ میرے نہ پھر تم ہنسو گے کبھی دل کسی سے لگا کر تو دیکھو

ی ہم سے توقع نہیں ہے مگر ایک بار آزما کر تو دیکھو
کو اپنا بنا کر تو دیکھا ہمیں بھی تم اپنا کر تو دیکھو

لیے چھوڑ دو اب یہ پردہ کہ ہیں آج ہم تم نہیں غیر کوئی
صل بھی ہے حجاب اِس قدر کیوں ذرا رُخ سے آنچل اٹھا کر تو دیکھو

بہت کیں بہت ظلم ڈھائے کبھی اک نگاہِ کرم اِس طرف بھی
ہوئے دیکھ کر مجھ کو برہم مری جاں کبھی مسکرا تو دیکھو

یوں شبِ دردِ الم دیکھ کے گھبراتا ہوا
سامنے میرے مری موت کھڑی ہو جیسے

سلسلہ وار ہیں یوں حسرت و ارمان کے داغ
دامنِ قبہ پہ پھولوں کی لڑی ہو جیسے

چشمِ پُرنم سے جدائی میں کسی کی پُرنم
اشکباری ہے کہ ساون کی جھڑی ہو جیسے

جو اُلفت میں ہر اک ستم ہے گوارا یہ سب کچھ ہے پاسِ وا
ستاتے ہو دن رات جس طرح مجھ کو کسی غیر کو یوں ستا

اگرچہ کسی بات پر وہ خفا ہیں تو اچھا یہی ہے تم اپنی
وہ مانیں نہ مانیں یہ مرضی ہے اُن کی مگر اُن کو پُرنم منا کر

○

کیا شے ہے محبت یہ خبر ہونے سے پہلے
معلوم نہ تھا دردِ جگر ہونے سے پہلے

میرے دلِ مضطر کی خبر ہونے سے پہلے
کیوں آئیں وہ نالوں میں اثر ہونے سے پہلے

اُلفت میں کشش ہے تو یقیناً شبِ وعدہ
آئیں گے وہ ملنے کو سحر ہونے سے پہلے

احباب خدارا مری میّت نہ اٹھائیں
اُن کو مرے مرنے کی خبر ہونے سے پہلے

کیا جانے کوئی دردِ محبت کی لطافت
دل میں خلشِ تیرِ نظر ہونے سے پہلے

دیکھا نہ کبھی قدر کی نظروں سے کسی نے
جلوہ ترا مانوسِ نظر ہونے سے پہلے

دریا میں ڈبو سکتی نہیں ناؤ کسی کی
ہلکی سی کوئی موج بھنور ہونے سے پہلے

صدیوں کے ستم سہتا ہے آغوشِ صدف میں
برسات کا اک قطرہ گُہر ہونے سے پہلے

محروم تھا جلوؤں کی بہاروں سے شب و روز
یہ گلشنِ دل آپ کا گھر ہونے سے پہلے

نظروں سے نہ کُھل جائے بھرم عشق کا پُرنم
آنکھیں مری اُس بزم میں تر ہونے سے پہلے

○

یار جب سے یار ہو گیا
زندگی سے پیار ہو گیا

اُن پہ صدقے جان ہو گئی
اُن پہ دل نثار ہو گیا

عشق میں مری نظر کا نور
حُسن کا سنگھار ہو گیا

گلے میں باہیں ڈال کر کوئی
مرے گلے کا ہار ہو گیا

تیر اُن کی چشمِ ناز کا
دل کے آر پار ہو گیا

تیرا مُسکرانا باغ میں
موسمِ بہار ہو گیا

مر گیا مریضِ شامِ غم
ختم انتظار ہو گیا

شُکر کیجیے پُرنم آپ سے
یار کو بھی پیار ہو گیا

○

آج کوئی بات ہو گئی
وہ نہ آئے رات ہو گئی

جب وہ میرے ساتھ ہو گئے
دُنیا میرے ساتھ ہو گئی

جب وہ ملنے آئے رات کو
میری چاند رات ہو گئی

مجھ سے برہم آپ کیا ہوئے
ساری کائنات ہو گئی
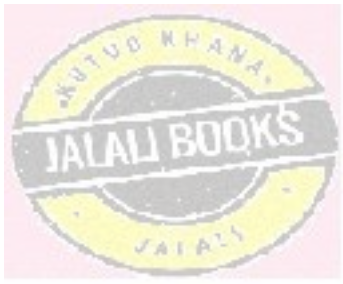
مر گئے ترے مریضِ غم
درد سے نجات ہو گئی

اے دلِ تباہ غم یہ ہے
رسوا اُن کی ذات ہو گئی

پُرنم آ گئے وہ میرے گھر
مطمئن حیات ہو گئی

○

رنگیں ہے فضا چھائی ہے گھٹا مستانہ سحابی موسم ہے
پینے والو جی بھر کے پیو ایسے میں شرابی موسم ہے

دیکھی جو بہارِ میخانہ جی چاہ رہا ہے پینے کو
ایسے میں جنابِ زاہد کی نیّت کی خرابی موسم ہے

چھائے ہوئے بادل چاند پہ ہیں اور رُخ پہ ادھر گیسو ان کے
تو دیکھ زمیں پہ حسنِ فلک کیا تیرا جوابی موسم ہے

گلنار ہیں اُن رُخساروں پہ ہیں زُلف کی دلکش تحریریں
اُلفت کا سبق پڑھنے کے لیے کیا خوب کتابی موسم ہے

یہ کہہ دے کوئی اُن سے پُرنم آیا ہے بہاروں کا موسم
ایسے میں چلے آؤ تم بھی گلشن میں گلابی موسم ہے

○

چہرے پہ ذرا زلف کو بکھراؤ کسی دن
منظر سحر و شام کا دکھلاؤ کسی دن

پھر زُلف کی خوشبو سے مہک جائے گلستاں
زلفوں کو ہواؤں میں جو لہراؤ کسی دن

سُورج کو گھٹاؤں سے نکلتے ہوئے دیکھوں
گیسو رُخِ روشن سے جو سرکاؤ کسی دن

رخسار پہ بُوندیں ہوں پسینے کی تمہارے
یوں شبنمی پھولوں میں نظر آؤ کسی دن

پھولوں کے حسیں ہار گلے لگتے ہیں جیسے
اِس طرح گلے آن کے لگ جاؤ کسی دن

آؤں جو ملاقات کو میں دیکھ کے مجھ کو
باہوں کو مرے واسطے پھیلاؤ کسی دن

خوشیوں کی کوئی حدِ نہ رہے جانِ تمنّا
تم پیار سے پُرنم کو جو اپناؤ کسی دن

○

پاس آ کے نظر پھیر لی آپ نے ہائے کیسا کیا بے سہارا مجھے
میری کشتی کنارے پہ موجود ہے اور ملتا نہیں ہے کنارا مجھے

دھڑکنیں دل کی پھر تیز تر ہو گئیں یاد آنے لگے وہ دوبارہ مجھے
کس نے چھُپ کے تصور میں آواز دی اُن کے لہجے میں کس نے پکارا مجھے

چارہ گر یہ بتا اب اگر آئے گی میرے گھر سے قضا لے کے کیا جائے گی
دے کے اُس بے وفا نے جدائی کا غم موت آنے سے پہلے ہی مارا مجھے

سب کے آگے نہ میری کہانی سنو ورنہ دُنیا کی نظروں سے گر جاؤ گے
جب مرے لب پہ ذکرِ ستم آئے گا نام لینا پڑے گا تمھارا مجھے

کون ہوتا ہے ساتھی بُرے وقت کا تم نہ مانو مگر تجربہ ہے
جب کبھی دوستو بے سہارا ہوا دینے آیا نہ کوئی سہارا

تھے اُسی کی امانت دل و جاں مرے پُرنم افسوس کچھ بھی نہیں اس
جان بھی دل کی صورت سے دے دی اُسے جب ہوا اُس نظر کا اشارہ

○

یہ مجھ پہ کون سا جادو نگاہِ یار کیا
میں بیقرار نہ تھا تو نے بیقرار کیا

شعورِ عشق نے جب اُس کا رازدار کیا
مجھی سے حسنِ حقیقت کو آشکار کیا

یہ فرق تیری مری بندگی میں ہے زاہد
نماز تو نے پڑھی میں نے ذکرِ یار کیا

جہاں میں اور بھی تھے تیرے چاہنے کے لیے
یہ تیرا خاص کرم تھا جو ہم سے پیار کیا

ترا جمال ہر اک مہ جبین میں دیکھا
جبھی تو میں نے ہر اک مہ جبیں کو پیار کیا

اب آ گئے ہو تو تربت پہ فاتحہ پڑھ لو
مریضِ ہجر نے کل تک تو انتظار کیا

لپٹ کے پھولوں سے روتی ہے باغ میں شبنم
یہ کس نے تذکرۂ رخصتِ بہار کیا

ہم اُن کے اور ہمارے وہ ہو گئے پُرنم
یہ کام اپنے مقدر نے شان دار کیا

O

جان جب تک فدا نہیں ہوتی
پوری رسمِ وفا نہیں ہوتی

شیشہ ٹوٹے تو ہوتی ہے آواز
دل جو ٹوٹے صدا نہیں ہوتی

بندہ پرور حجاب لازم ہے
ہر نظر پارسا نہیں ہوتی

بے وفا سے نہ رکھ وفا کی آس
بے وفا سے وفا نہیں ہوتی

جب سے اُس بت پہ آگیا ہے دل
ہم سے یادِ خدا نہیں ہوتی

عاشقی کی نماز اے زاہد
عاشقوں سے قضا نہیں ہوتی

آپ نزدیک جب نہیں ہوتے
دُور غم کی بلا نہیں ہوتی

ہو نہ جب تک خلوصِ دل کے ساتھ
التجا التجا نہیں ہوتی

کچھ بھی ہوتا نہیں کبھی بُرنم
جب تک اُس کی رضا نہیں ہوتی

○

یاس و حسرت کا ترے بعد آئینہ رہ جائے گا
جو بھی دیکھے گا مرا منہ دیکھتا رہ جائے گا

ایک دن ایسا بھی ہوگا انتظارِ یار میں
نیند آجائے گی دروازہ کھلا رہ جائے گا

تم نہ جاؤ زینتِ گلشن تمھارے دم سے ہے
تم چلے جاؤ گے تو گلشن میں کیا رہ جائے گا

پھول ہنسنا چھوڑ دیں گے آپ کے جانے کے بعد
روئے گی شبنم چمن اُجڑا ہوا رہ جائے گا

راستے کے پیچ و خم رہبر سمجھ لے سوچ لے
راہ میں ورنہ بھٹک کر قافلہ رہ جائے گا

سوچ کر میری وفائیں میرے مر جانے کے بعد
ہاتھ مل کر ایک دن وہ بے وفا رہ جائے گا

کوئی دُنیا میں نہیں آیا ہمیشہ کے لیے
بس خدا کا نام ہی نامِ خدا رہ جائے گا

جب کبھی ہوگا اچانک پُرنم اُن کا سامنا
بند ہو کر آنسوؤں کا سلسلہ رہ جائے گا

○

اگر کسی سے زمانے میں پیار میں نے کیا
قصور کون سا پروردگار میں نے کیا

دعائیں دے تُو مرے عشق کو دعائیں دے
جہاں میں نام ترا حسنِ یار میں نے کیا

الٰہی خیر ہو وعدے سے پھر نہ پھر جائے
کسی کے وعدے پہ پھر اعتبار میں نے کیا

نہ آئے گا تُو ملاقات کو شبِ وعدہ
یہ جان کر بھی ترا انتظار میں نے کیا

بلند عظمتِ سر کیوں نہ ہو سرِ مقتل
سر اپنا حق کے لیے زیبِ دار میں نے کیا

خزاں رسیدہ گلوں میں بھرا ہے رنگِ بہار
خزاں کا رنگ بہ رنگِ بہار میں نے کیا

لحد میں جب نہ میسر ہوا قرار مجھے
تڑپ تڑپ کے شکستہ مزار میں نے کیا

لٹا دی تیری خوشی کے لیے متاعِ حیات
ترے اشارے پہ سب کچھ نثار میں نے کیا

رہا نہ موت کا غم بعد مرگ اے پُرنم
دمِ اخیر جو دیدارِ یار میں نے کیا

○

گلے لگا کے کسی کو جُدا نہیں کرتے
جو دل سے ملتے ہیں مل کر دغا نہیں کرتے

بھلے ہیں وہ جو بھلائی ہر اک کے ساتھ کریں
بُرے ہیں وہ جو کسی کا بھلا نہیں کرتے

نصیب سے جو کریں تو وفا کریں ورنہ
وفا کسی سے بتِ بے وفا نہیں کرتے

ادا نمازِ محبت وہاں نہیں ہوتی
برائے سجدہ جہاں دل جُھکا نہیں کرتے

ہوں کیوں نہ شعلۂ گل آہِ عندلیب سے گل
چراغ تیز ہوا میں جلا نہیں کرتے

ضرور ہیں وہ کسی بات پہ خفا اے دل
قریب رہ کے جو ہم سے مِلا نہیں کرتے

مسیحا ہیں تو کریں میرے درد کا درماں
ہیں آپ کیسے مسیحا دوا نہیں کرتے

جنھیں نصیب ہو ساقی تری نظر کی شراب
شرابِ ساغر و مینا پیا نہیں کرتے

ہنسی ہے لب پہ یہ کیوں برہمی کے عالم میں
سُنا ہے پھول خزاں میں کھلا نہیں کرتے

رُکیں تو کیسے رُکیں اشک ہجر اے پُرنم
کہ روکنے سے یہ آنسو رُکا نہیں کرتے

○

دِکھائی چشمِ غضب عرضِ حال سے پہلے
جواب اُس نے دیا ہے سوال سے پہلے

وہ کمسنی میں پریشاں ہیں خیر ہو یارب
زوال دیکھ رہا ہوں کمال سے پہلے

بنائی تھی نہ مصوّر نے کوئی بھی تصویر
ترے حسین رُخِ بے مثال سے پہلے

نظر ملا کے نظر سے بنا لیا اپنا
مرا دل اُس نے لیا بول چال سے پہلے

جو تم نہ آئے تو موت آ گئی شبِ وعدہ
ہُوا وصال کسی کا وصال سے پہلے

ملے تھے عید کو پھر وہ ملیں گے عید کے دن
خوشی نصیب ہو کیوں مجھ کو سال سے پہلے

ہے اس لیے تہہِ ابرو نقاب اے پُرنم
قمر قمر نہیں ہوتا ہلال سے پہلے

○

تیرے جانے کا وہ منظر دِلرُبا اچھا لگا
راہ میں مُڑ مُڑ کے تیرا دیکھنا اچھا لگا

مجھ کو اپنانے سے پہلے میرے بارے میں ترا
بیٹھ کر تنہائیوں میں سوچنا اچھا لگا

دیر سے آنے پہ میرے تیری دلکش برہمی
وہ خفا ہونا ترا وہ روٹھنا اچھا لگا

تو نے جو تصویر کے بدلے میں بھیجا تھا گلاب
تجھ سا وہ تحفہ ترا مجھ کو بڑا اچھا لگا

وہ نشیلی آنکھ وہ مستی کا عالم دیکھ کر
رُخ پہ تیرے گیسوؤں کا جھومنا اچھا لگا

تھا وہ تیرے پیار کی پکی نشانی اس لیے
سوہنی مجھ کو ترا کچا گھڑا اچھا لگا

رُوٹھ جانے پر مرے مجھ کو منانے کے لیے
رُو کے پُرنم ہاتھ اُس کا جوڑنا اچھا لگا

○

وہ اپنے حُسن کا دیوانہ بن جائے تو کیا کیجے
وجودِ شمع خود پروانہ بن جائے تو کیا کیجے

حقیقت میں برائے نام تھا میرا جنوں لیکن
ذرا سی بات کا افسانہ بن جائے تو کیا کیجے

ہر اک چہرہ نظر آنے لگے جب یار کا چہرہ
ہر اک چہرہ رُخِ جانانہ بن جائے تو کیا کیجے

میسّر سُکھ نہ ہو جب باوجودِ کوششِ پیہم
دُکھ اپنا ہمنوا روزانہ بن جائے تو کیا کیجے
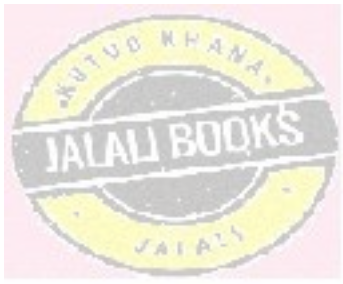
تری چشمِ تغافل سے کسی میکش کا دل ساقی
اگر ٹوٹا ہوا پیمانہ بن جائے تو کیا کیجیے

پلا کر پیرِ میخانہ بنا سکتا ہے یہ مانا
مگر جو بِن پیے مستانہ بن جائے تو کیا کیجیے

اگر مجبوریِٔ دل سے کسی بت کی محبت میں
مرا کعبہ کوئی بت خانہ بن جائے تو کیا کیجیے

جسے ہو شوقِ پُرنم شوق سے اپنا بنانے کا
ہمیں اپنا کے وہ بیگانہ بن جائے تو کیا کیجیے

○

بیتابیِ پیہم دلِ دیوانہ رہے گی
ہے عشق تو حالت یہی روزانہ رہے گی

یہ بھیڑ اگر گردشِ پیمانہ رہے گی
میخانے میں اے ساقی میخانہ رہے گی

تا عمر تعلق ترا جلوؤں سے رہے گا
نسبت جو تری شمع سے پروانہ رہے گا

کب تک نگہۂ حسن کی ہو گی نہ توجہ
کب تک وہ نظر عشق سے بیگانہ رہے گی

وحشت ترے وحشی کی کسی روز ستمگر
بن کر تری رُسوائی کا افسانہ رہے گی

صد رشکِ چمن ہو گی نہ صورت مرے گھر کی
جب تک وہ نہیں صورتِ ویرانہ رہے گی

پُرنم جو پئے بیٹھے ہیں ساقی کی نظر سے
اُن کو نہ کبھی حسرتِ پیمانہ رہے گی

○

زُلف کا جب خیال آ گیا
شیشۂ دل میں بال آ گیا

کیوں یہ دل میں ملال آ گیا
کیا ہمارا خیال آ گیا

زُلف بکھری ہے انگڑائی سے
بادلوں میں ہلال آ گیا

اب تک آئے نہ وعدے پہ تم
ختم ہونے کو سال آ گیا

دوست جب سے ہوئے مطلبی
دوستی پہ زوال آگیا

عشقِ خوددار کو کیا ہُوا
لب پہ حرفِ سوال آگیا

جرم تھا میرا سچ بولنا
پُرنم اُن کو جلال آگیا

○

بے سوزِ نہاں محوِ فغاں ہو نہیں سکتا
جب تک نہ لگے آگ دُھواں ہو نہیں سکتا

وعدے کو نبھائیں گے یہ وعدہ ہے ہمارا
قول اپنا کبھی تیری زباں ہو نہیں سکتا

ہیں سینکڑوں دل تاج محل آج بھی لیکن
نظارہ تجھے شاہ جہاں ہو نہیں سکتا

آنکھیں ہی نہیں قابلِ دیدار وگرنہ
حُسنِ یار کا دیدار کہاں ہو نہیں سکتا

جُز تیرے کوئی راحتِ دل راحتِ جاں لعد

اے راحتِ دل راحتِ جاں ہو نہیں سکتا

پُرنم ابھی ارماں ہیں بہت خانۂ دل میں

خالی یہ مکینوں سے مکاں ہو نہیں سکتا

○

جس پہ تُو مہربان ہو جائے

اُس کا سارا جہان ہو جائے

عشق بن جائے حسن کی صورت

ایک دونوں کی شان ہو جائے

توبہ توبہ کبھی خدا نہ کرے

جھوٹی تیری زبان ہو جائے

میری جاں میری جان ہی نہ رہے

تو اگر میری جان ہو جائے

تو قدم جس زمین پر رکھ دے

وہ زمیں آسمان ہو جائے

اُس نے انگڑائی ایسے لی جیسے
تیر مثلِ کمان ہو جائے

کیسے پھولے پھلے اگر دشمن
باغ کا باغبان ہو جائے

بے مکانی کا پُوچھ غم اُس سے
جو مکیں بے مکان ہو جائے

شیخ پہنچے نہ میکدے کے قریب
راستے میں اذان ہو جائے

✓ ضبط کر غم کہیں نہ اے پُرنم
آنسوؤں سے بیان ہو جائے

○

غضب ہے آج بھی وہ میرے گھر نہیں آیا
کیا تھا آنے کا وعدہ مگر نہیں آیا

وہ بے نقاب ابھی بام پر نہیں آیا
جہانِ غم میں پیامِ سحر نہیں آیا

ہماری ناؤ ڈبوئی ہے ناخدا تو نے
ہماری ناؤ ڈبونے بھنور نہیں آیا

تمام عمر اُسی کے خیال میں گذری
مرا خیال جسے عمر بھر نہیں آیا

برائے چارہ گری آئی تو قضا آئی
برائے چارہ گری چارہ گر نہیں آیا

لحد پہ پھول چڑھانے وہ آئے گا کیونکر
جو میری موت کی سُن کے خبر نہیں آیا

اسیر پَر کے نکلنے پہ شاد تھے جب تک
قفس میں کاٹنے صیّاد پر نہیں آیا

وہ جانے والا جو تڑپا رہا ہے اے پُرنم
گیا ہے جب سے ملا کے نظر نہیں آیا

○

دل کو آخر درد کے آزار تک پہنچا دیا
پھول کی حسرت نے مجھ کو خار تک پہنچا دیا

دشمنی کی دھوپ سے مجھ کو بچانے کے لیے
دوستوں نے ریت کی دیوار تک پہنچا دیا

میری حق گوئی کی یہ اچھی سزا مجھ کو ملی
میری حق گوئی نے مجھ کو دار تک پہنچا دیا

اہلِ کشتی اب تو کشتی کو خُدا پر چھوڑ دیں
ناخُدا نے ناؤ کو منجدھار تک پہنچا دیا

جام اب میکش کی مرضی ہے پیئے یا چھوڑ دے
ساقیِ محفل نے تو میخوار تک پہنچا دیا

بعد مدت اُس نے بھیجا تھا جو پیغامِ وصال
آج اُس کو موت نے بیمار تک پہنچا دیا

دور رہ کر حُسن نے پاسِ محبت جب کیا
اپنا جلوہ طالبِ دیدار تک پہنچا دیا

تیری کتنی قدر کی اے حُسن تو نے دیکھ لی
تجھ کو غیرِ عشق نے بازار تک پہنچا دیا

پُرنم اشکوں کی زبانی انجمن میں یار کی
دل نے پیغامِ محبت یار تک پہنچا دیا

O

مرے دل کی حسرت مرے دل کے ارماں اگر میرے دل سے نکلتی نکلتے
کبھی میری حسرت کبھی میرے ارماں نہ سینے میں ہرگز مچلتی مچلتے

تھے جس کی بدولت بڑے چین سے ہم رُخِ یار کا وہ تصور تھا ورنہ
طبیعت ہماری دل و جاں ہمارے جُدائی میں کیسے بہلتی بہلتے

اگر اپنی قسمت میں لکھا نہ ہوتا تو یہ اک حقیقت ہے ایسا نہ ہوتا
نظر یار کی اور سنسار والے نہ الفت میں ہم سے بدلتی بدلتے

مدد پہ اگر عزم کامل نہ ہوتا یہ ایماں ہے میرا رہِ عاشقی میں
رواں ہے جو دنیا رواں ہیں جو راہی نہ کھا کھا کے ٹھوکر سنبھلتی سنبھلتے

اگر سوزِ دل میں اثر کچھ نہ ہوتا نہ یہ بات ہوتی محبت میں پُرنم
کبھی شمعِ محفل صنم پتھروں کے نہ سُن سُن کے آہیں پگھلتی پگھلتے

○

کر کے وعدہ اگر نہ یار آئے
چین کیوں آئے کیوں قرار آئے

آ کہ ہر پھول پر نکھار آئے
باغِ ہستی میں پھر بہار آئے

اے خدا ایسا ناخدا نہ ملے
موت کے گھاٹ جو اُتار آئے

اُن کا چہرہ دھواں دھواں ہے یوں
جس طرح چاند پر غبار آئے

یوں مرے گھر وہ آئے ہیں جیسے
باغ میں موسمِ بہار آئے

تو ملائے اگر نظر سے نظر
ساقیا بن پیئے خمار آئے

نہ چلا یار کا پتہ نہ چلا
تا بہ دیر و حرم پکار آئے

بہر امداد جن کو آنا تھا
وہ نہ سُن کر مری پکار آئے

دل میں ہر دم انہی کی یاد رہے
لب پہ نام اُن کا بار بار آئے

ہاتھ اُٹھا دینا فاتحہ کے لیے
راہ میں جب مرا مزار آئے

اُن کی محفل میں جب گئے پُرنم
ہو کے غمگین و اشکبار آئے

○

اک حدِ اختیار سے انکار بھی نہیں
مختار بھی ہے آدمی مختار بھی نہیں

غم کی طویل شب میں ہجومِ اُمید و یاس
آثار بھی ہیں صبح کے آثار بھی نہیں

کیسی ہے کارگر وہ نظر کچھ نہ پوچھئے
ایسی تو کارگر کوئی تلوار بھی نہیں

میخانے میں خوشی سے پئے جو شرابِ غم
ایسا مرے سوا کوئی میخوار بھی نہیں

حیرت ہے جس نے باغ کو سینچا ہے خون سے
وہ شخص ایک پھول کا حقدار بھی نہیں

دشمن ہے جب سے باغ کا خوش باغبان سے
گلشن میں گل تو گل ہیں کوئی خار بھی نہیں

ممکن ہے مرتے دم بھی نہ آئیں وہ دیکھنے
قسمت میں شائد آخری دیدار بھی نہیں

ہے منہ کفن میں اب تو حضور آکے دیکھ جائیں
اب تو کوئی شکایتِ بیمار بھی نہیں

پُرنم یہ تیرے اشکِ ندامت کا ہے کمال
ہو کر گناہ گار گنہ گار بھی نہیں

○

یوں وہ کب میرے گھر نہیں آتے
وعدہ کر کے مگر نہیں آتے

جیسے آتے تھے اُن کے ہوتے ہوئے
ایسے شام و سحر نہیں آتے

گُل نہ آئے تو کیوں ثمر آئے
گُل سے پہلے ثمر نہیں آتے

مر رہا ہوں میں جن کی الفت میں
وہ بھی لینے خبر نہیں آتے

خوب ہیں کب وہ آدمی جن کو
عیب اپنے نظر نہیں آتے

پاس رہ کر بھی کم نگاہوں کو
اُن کے جلوے نظر نہیں آتے

جب تک آئیں نہ راہ پہ رہبر
راہ رو راہ پر نہیں آتے

جن سے آجائے عاشقوں کو قرار
اُن کو ایسے ہنر نہیں آتے

نام کے ہیں وہ دوست اے پُرنم
کام جو وقت پر نہیں آتے

○

پروردگارِ عشق ہے جانِ حیات ہے
سب کچھ مرے لیے مرے مرشد کی ذات ہے

دُنیا و دینِ عشق فقط تیری ذات ہے
تو میری زندگی ہے مری کائنات ہے

اللہ اور رسول صفت تیری ذات ہے
میری نظر میں تیری ثنا حمد و نعت ہے

اپنا بنالیا جو گلے سے لگا لیا
واللہ تیرے خاص کرم کی یہ بات ہے

تو جو نہیں تو میں ہوں کہاں میں نہیں ہوں میں
تو جو نہیں تو ذات مری بے ثبات ہے

بخشی ترے کرم نے خوشی دو جہان کی!
حاصل غمِ زمانہ سے مجھ کو نجات ہے

پُرنم دل و نظر ہیں ہے جب سے مرا حبیب
میں ہوں جہاں جہاں وہ مرے ساتھ ساتھ ہے

○

جو بھی گلشن کے باب سے گذرا
لے کے خوشبو گلاب سے گذرا

شب کو جام شراب سے گذرا
ماہتاب آفتاب سے گذرا

دیکھنے کو جمالِ رُخ اُن کا
شوق راہِ نقاب سے گذرا

دعوتِ عشق دے کے نظروں کو
حُسن بامِ شباب سے گذرا

سینکڑوں بار عقل نے دیکھا
عشق ہر انقلاب سے گذرا

ہجر میں وصلِ یار کا منظر
بارہا چشمِ خواب سے گذرا

تیری فرقت میں حشر سے پہلے
کربِ یومِ حساب سے گذرا

جو بھی گذرا ستم یہ ہے مر کے
اِس جہانِ خراب سے گذرا

قافلہ آنسوؤں کا اے پُرنم
میری چشمِ پُر آب سے گذرا

○

فدا ہے تیری صورت میں خُدا کا آئینہ تو ہے
کہ ظاہر میں صنم ہے اور باطن میں خُدا تو ہے

تری صورت نظر میں بس گئی ہے جب سے اے جاناں
جہاں بھی دیکھتا ہوں میں وہاں جلوہ نُما تو ہے

ہماری جان کی ہے جاں ہمارے دل کا دل ہے تُو
ہماری زندگی کی زندگی اے دِلربا تُو ہے

سوا تیرے کہوں تو دردِ دل کس سے کہوں اپنا
کہ میرا درد تو ہے درد کی میرے دوا تو ہے

نگاہیں پھیر کر ہم سے نہ کر بے آسرا ہم کو
نہیں تیرے سوا کوئی ہمارا آسرا تُو ہے

قیامت ہے خُداوندِ محبت روٹھنا تیرا
خُدائی مجھ سے برہم ہو گئی جب سے خفا تُو ہے

وفا میری نہیں میری وفا بھی ہے وفا تیری
محبت میں مجھے معلوم ہے جانِ وفا تُو ہے

حقیقت میں تری چاہت تری چاہت نہیں پُرنم
یہ چاہت بھی انھیں کی ہے کہ اُن کو چاہتا تُو ہے

○

جب تک وہ میری ذات میں جلوہ نُما رہا
بس اِتنی دیر تک میں سراپا خُدا رہا

تیرے تعبیہ جانِ وفا جس جگہ رہا
تنہا رہا، اُداس رہا، غم زدہ رہا

جب تک دُوئی کا آنکھوں پہ پردہ پڑا رہا
میں بار بار مل کے بھی اُن سے جُدا رہا

میں اُس کے دِلربا کو سدا چاہتا رہا
بندہ خدا کا ہو کے رقیبِ خُدا رہا

کوئی خدا سمجھتا رہا کوئی اُس کو رام
کوئی صنم سمجھ کے اُسے پوجتا رہا

یوں تو خزاں کے زیرِ اثر تھا چمن تمام
لیکن گلِ وفا جو کِھلا تھا، کِھلا رہا

پُرنم وہ شوخ مجھ کو ملا میری ذات میں
میں کائنات بھر میں جسے ڈھونڈتا رہا

○

یہ میں سوچتا ہوں دل میں جو تجھے نہ پیار ہوتا
نہ تو میرا یار ہوتا نہ میں تیرا یار ہوتا

ترے بخششِ کرم کا نہ اُمیدوار ہوتا
جو گناہ گار یارب نہ گناہ گار ہوتا

ملا اختیار تیرا تری دوستی میں ورنہ
ترا اختیار کیونکر مرا اختیار ہوتا

جو ہزار بار ملتی مجھے زندگی خدا سے
ترے حُسن پہ تصدق میں ہزار بار ہوتا

میں خفا ہوں دردِ دل سے کہ تجھے ہوئی اذیت
شبِ غم نہ میں تڑپتا نہ تو بیقرار ہوتا

مری لاش کے سرہانے وہ کھڑے یہ کہہ رہے ہیں
اِسے نیند یوں نہ آتی اگر انتظار ہوتا

اُسے مر کے میں سمجھتا بڑی اپنی خوش نصیبی
ترے در پہ ٹوٹا پھوٹا جو مرا مزار ہوتا

نہ چمن میں چاک ہوتا کسی پھول کا گریبان
ترا غم گلوں کے دل میں جو نہ اے بہار ہوتا

نہ تو فیضیاب ہوتا جو قمر جلالوی سے
بڑے شاعروں میں پُرنم نہ ترا شمار ہوتا

○

تری خوشی کے لیے جاں تجھی پہ وار چلے
ترا جو قرض تھا ہم پہ وہ ہم اُتار چلے

نکل کے یوں ترے کوچے سے شرمسار چلے
کہ جیسے سوئے جہنم گناہ گار چلے

سزا ملی یہ تری انجمن میں آنے کی
کہ بے قصور ہم آئے قصوروار چلے

تجھے جو آنا ہے آ جا کہ دم ہے آنکھوں میں
وگرنہ ہم تو بس اب کر کے انتظار چلے

لہو سے مانگ تو بھرنی پڑی پئے زینت
مگر عروسِ وفا ہم تجھے سنوار چلے

رہے جو دشت نوردی میں گلستاں کا خیال
تو پھول پھول چلے ساتھ خار خار چلے

فنا کے بعد بھی قسمت نے پائمال کیا
وہ ٹھوکروں سے مٹا کر مرا مزار چلے

ڈھلک کے دیدۂ نم سے شبِ غم اے پُرنم
جو آئے آنکھوں میں آنسو انھیں پکار چلے

○

قیامت آئے گی روزِ شمار سے پہلے
خبر نہ تھی یہ ترے انتظار سے پہلے

شباب ڈھلنے کی باتیں نہ کمسنی میں کرو
خزاں کبھی نہیں آتی بہار سے پہلے

جب آپ ہوں گے تو ہر سمت ہوں گے دیوانے
ہمیشہ ہوتا ہے مرکز حصار سے پہلے

گناہ گاروں کی توقیر حضرتِ زاہد
نہ سمجھے رحمتِ پروردگار سے پہلے

کسی کے حُسنِ نظر کا کمال تو دیکھو
اُنھیں سنوار دیا ہے سنگھار سے پہلے

ہر ایک پردۂ ہستی میں جلوہ بار تمھیں
نہ دیکھا تھا نگۂ اعتبار سے پہلے

تُو چھوڑ دارِ فنا رکھ کے دارِ فانی میں
مثالِ حضرتِ منصور دار سے پہلے

لحد پہ آئے سرِ شام وہ رقیب کے ساتھ
جلایا دل کو چراغِ مزار سے پہلے

وہ آج بھی ہے وہی لیکن اُس میں اے پُرنم
وہ بات ہی نہ رہی تھی جو پیار سے پہلے

○

سرِ محشر بتوں کی یہ شرارت خود نما ہو کر
چلے سچے خدا کے سامنے جھوٹے خدا ہو کر

غضب ہے اِک ذرا سی بات پر ہم سے خفا ہو کر
نگاہیں پھیر کر تم جا رہے ہو دلرُبا ہو کر

نشیلی آنکھ پر اُس نے یہ زلفوں کو بکھیرا ہے
کہ میخانے پہ بادل چھا گئے کالی گھٹا ہو کر

چلے آئے جو کل بادہ کشوں میں واعظ فرمانے
جنابِ شیخ میخانے سے نکلے پارسا ہو کر

خطا والوں پہ الزامِ خطا تک بھی نہیں اور ہم
سزاؤں پر سزائیں پا رہے ہیں بے خطا ہو کر

گُلِ رُخسارِ رنگین کی ہے خوشبو آج گلشن میں
ضرور اُن کی گلی سے آئی ہے بادِ صبا ہو کر

کہیں پھر راستے میں لُٹ نہ جائے کارواں اپنا
الٰہی پھر ہمیں رہزن ملے ہیں رہنما ہو کر

سرِ محفل نہ پوچھا حال جب اُس نے تو اے مُرزم
مری آنکھوں میں آنسو آئے میری التجا ہو کر

○

درد سے ہمکنار کر کے مجھے
وہ گئے بے قرار کر کے مجھے

چل گیا یار کی وفا کا پتہ
یار پر اعتبار کر کے مجھے

تم ہی بتلاؤ نفرتوں کے سوا
کیا ملا تم سے پیار کر کے مجھے

دشمنوں سا کیا سلوک اُس نے
دوستوں میں شمار کر کے مجھے

مُنہ قیامت کا دیکھنا ہی پڑا
آپ کا انتظار کر کے مجھے

تُو نے ہر غم سے کر دیا آزاد
قیدِ گیسوئے یار کر کے مجھے

دیکھتا رہ گیا اُسے جس دم
اُس نے دیکھا سنگھار کر کے مجھے

خوب تیرِ نظر سے اپنایا
تو نے اپنا شکار کر کے مجھے

ڈر ہے گلچیں کا اسے چمن والو
اہتمامِ بہار کر کے مجھے

چل دیئے اپنے گھر وہ اے پُرنم
دے کے غم اشکبار کر کے مجھے

○

ایسا طوفاں ہے کہ ساحل کا نظارہ بھی نہیں
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا بھی نہیں

کی دغا دشمن نے آخر میں نہ کہتا تھا تمھیں
دوست جو میرا نہیں ہے وہ تمھارا بھی نہیں

ڈوبتے دیکھا جو طوفاں میں نگاہیں پھیر لیں
دوستوں نے مجھ کو ساحل سے پکارا بھی نہیں

اے نگاہِ شوقِ نظارہ یہ نظارہ ہے کیا
آشکارا بھی ہے جلوہ آشکارا بھی نہیں

آس رکھتا ہے کرم کی ہو کے محرومِ کرم
بے سہارا بھی ہے پُرنم بے سہارا بھی نہیں

تیری خاطر اجل کا غم بھی نہیں
موت اب زندگی سے کم بھی نہیں

جتنی مشکل ہے رہ گذر تیری
اتنی مُشکل رہِ عدم بھی نہیں

جستجو کے حساب سے یارب
حدِّ امکاں تو اِک قدم بھی نہیں

ہے تری ذات ہی وجود اپنا
ورنہ اپنا وجود ہم بھی نہیں

میرا دل عرش بن گیا جب سے
میرا ہم مرتبہ حرم بھی نہیں

جیسا اِک جام ہے دلِ مومن
جام ایسا تو جامِ جم بھی نہیں

کیوں نہ دل سے یقیں کروں اُسکا
وعدۂ یار بے قسم بھی نہیں

ہر ستم میں کرم ہے پوشیدہ
یعنی تیرا ستم ستم بھی نہیں

اِلتجا باعثِ کرم بھی ہے
التجا باعثِ کرم بھی نہیں

جتنے سمجھے ہوئے ہیں وہ خود کو
شیخ جی اتنے محترم بھی نہیں

ایک مفلس کا گھر ہے میرا گھر
تیرے گھر کی طرح ارم بھی نہیں

ہے خدا عشق کی نگاہوں میں
حسن کافر ادا صنم بھی نہیں

کھل سکیں اُن کو دیکھنے کے لئے
اب تو آنکھوں میں اتنا دم بھی نہیں

جب سے دل میں وہ بس گئے پُرنم
دل پریشاں آنکھ نم بھی نہیں

○

دُنیا جو سرِ کوچۂ جانانہ کھڑی ہے
دیدار کی حسرت میں فقیرانہ کھڑی ہے

محفل جو تری ساقی میخانہ کھڑی ہے
پینے کو ترے ہاتھ سے پیمانہ کھڑی ہے

وہ سیر کو آئے ہیں دمِ صبح چمن میں
ہر شاخ لیے پھولوں کا نذرانہ کھڑی ہے

ہر راہ میں ہر موڑ پہ تصویر کسی کی
دُنیا کو بنائے ہوئے دیوانہ کھڑی ہے

ویرانۂ غربت میں غم و یاس کی جوگن
کہنے کو مجھی سے مرا افسانہ کھڑی ہے

ایسے میں مسیحائی دکھاؤ تو میں جانوں
بالیں پہ قضا آکے حریفانہ کھڑی ہے

پُرنم ترا مرنا بھی ہے کیا خوب کہ دُنیا
الفت کا لیے آنکھوں میں نذرانہ کھڑی ہے

○

دے کے وہ درد و غم ہزار گئے
مجھ کو مرنے سے پہلے مار گئے

اُن کی محفل میں اُن کی محفل سے
بے قرار آئے بے قرار گئے

دل سے مجبور ہو کے اُن کے حضور
ہم گئے اور بار بار گئے

اب کہاں راہ دیکھنے والے
تھا جنھیں تیرا انتظار گئے

ہے ازل سے یہ سلسلہ یارو
چار دُنیا میں آئے چار گئے

زندگی نے قدم لیے اُن کے
جس جگہ تیرے جانثار گئے

بازیٔ دل نہ پوچھ اے پُرنم
جیت کر بھی ہم اُن سے ہار گئے

○

دوستوں کے ستم کی بات کرو
بات غم کی ہے غم کی بات کرو

سچی باتوں کے ہو اگر قائل
اپنی جھوٹی قسم کی بات کرو

اپنا کعبہ ہے کوچۂ جاناں
ہم سے کوئی صنم کی بات کرو

چاہتے ہو جو تم دلوں کا ملاپ
چھوڑ کے میں کو ہم کی بات کرو

جن کے نقشِ قدم ہیں راہ نما
اُن کے نقشِ قدم کی بات کرو

دَرد جس نے دیا ہے بہرِ خدا
اُس نگاہِ کرم کی بات کرو

بات اشکِ وفا کی ہے یارو
پُرنم دیدۂ نم کی بات کرو

○

جس کے دل میں دوستوں کا پیار ہو سکتا نہیں
دوست ہو سکتا نہیں وہ یار ہو سکتا نہیں

یہ ضروری ہے ثبوتِ غمگساری کے لیے
جو شریکِ غم نہ ہو غمخوار ہو سکتا نہیں

یہ تو ہو سکتا ہے چارہ ساز ہو نا آشنا
درد سے نا آشنا بیمار ہو سکتا نہیں

ہو نہ تابِ دید جب تک طالبِ دیدار میں
طالبِ دیدار کو دیدار ہو سکتا نہیں

شک نہ کر وعدے پہ میرے تیرے وعدے کی طرح
میرا وعدہ ریت کی دیوار ہو سکتا نہیں

توڑنے سے ٹوٹ تو سکتا ہے میرا دل مگر
شیشۂ دل ٹوٹ کر بیکار ہو سکتا نہیں

پُرنم اب دریائے درد و غم سے کیا نکلے گا دل
غرق جو ہو جائے بیڑا پار ہو سکتا نہیں

○

کسی صورت کسی بہانے سے
پیار چُھپتا نہیں چُھپانے سے

کر کے محروم آشیانے سے
کیا ملا برق کو ستانے سے

زندگی سے جو رُوٹھ جاتے ہیں
وہ نہیں مانتے منانے سے

وہ ہُوئے دُور ہم ہُوئے جو قریب
بڑھ گیا فاصلہ گھٹانے سے

جب کبھی اُن کو بھولنا چاہا
اور یاد آئے وہ بُھلانے سے

جتنے ہوتے گئے قریب اُن کے
دُور ہوتے گئے زمانے سے

سچ بھی ہے جھوٹ اُن کی نظروں میں
کم حقیقت نہیں فسانے سے

ہم سے دونوں جہان روٹھ گئے
صرف اک تیرے روٹھ جانے سے

رنج سب دُور ہو گئے بڑھ نم
اک ذرا اُن کے مُسکرانے سے

○

مرے درد کی تجھے کیا خبر ہے جسے خبر کوئی اور ہے
تو علاج رہنے دے چارہ گر مرا چارہ گر کوئی اور ہے

وہ جو آئینے کے ہے روبرو وہی آئینے میں ہے ہوبہو
یہ نہ سوچ یہ نہ خیال کر کہ اِدھر اُدھر کوئی اور ہے

ہیں جہاں میں ایک سے اک حسین کمی حُسن والوں کی تو نہیں
جسے چاہتا ہوں میں ہمنشیں وہ حسیں مگر کوئی اور ہے

الگ اپنی راہ لے ناصحا مجھے تیرے راہ نما سے کیا
ترا راہبر کوئی اور ہے مرا راہبر کوئی اور ہے

نہ فرشتہ ہے نہ ہے آدمی یہ غلط کسی نے سمجھ لیا
مرے ساتھ راہِ حیات میں مرا ہمسفر کوئی اور ہے

وہ تری نظر کا فریب ہے ذرا دیکھ دل کی نگاہ سے
جسے تو سمجھتا ہے راہ رو سرِ رہ گذر کوئی اور ہے

یہاں بزم اپنا نہ دل لگا کہ یہاں قیام ہے عارضی!!
جہاں تجھ کو رہنا ہے مستقل وہ مکاں وہ گھر کوئی اور ہے

○

اپنوں سے اپنی بزم میں یہ اجتناب کیا
رُخ سے نقاب اُٹھائیے ہم سے حجاب کیا

جس کی نگاہ میں ہو ترے حُسن کی بہار
اُس کو پسند آئے چمن میں گلاب کیا

بڑھتا ہی جا رہا ہے نشہ تیرے عشق کا
ساقی نظر سے تو نے پلائی شراب کیا

چہرے سے نامہ بر کے پتہ چل گیا ہمیں
اُس نے ہمارے خط کا دیا ہے جواب کیا

کرتا ہوں میں گُناہِ محبت یہ سوچ کر
ہوگا اسے اِس بڑھ کے بھی کارِ ثواب کیا

کیوں بے حساب ہونے لگیں تجھ پہ رحمتیں
پُرنم گناہ تو نے کیے بے حساب کیا

○

ہے مجھے یقیں مری زندگی کسی طرح موت سے کم نہ ہو
مرے مہربان مرے حال پر جو تری نگاہِ کرم نہ ہو

ہے جبینِ شوق کا مدعا پئے سجدہ ہو ترا نقشِ پا
مرا سر جُھکے وہاں کیوں بھلا جہاں تیرا نقشِ قدم نہ ہو

ہے اسی سے دل کو ثبات بھی ہے اسی سے دل کی حیات بھی
دلِ زندہ زندہ نہ رہ سکے جو نصیبِ دل ترا غم نہ ہو

جو تری نہ جلوہ گری رہے نہ گلوں کے لب پہ ہنسی رہے
نہ تو مسکرائے جو باغ میں تو بہار تیری قسم نہ ہو

ترے نام پر نہ کٹیں جو سر تو بڑھے نہ عظمتِ زندگی
ہو فروغِ حسنِ بہار کیوں سرِ شاخِ گُل جو قلم نہ ہو

گلہ عاشقی میں جفاؤں کا نہیں ٹھیک پُر نم بادفا
کبھی درد کا نہ ملے مزہ اگر اُن کو شوقِ ستم نہ ہو

○

زیرِ نقاب رُوئے درخشاں نہ کیجیے
پوشیدہ مُنہ کو ڈھانپ کے قرآں نہ کیجیے

پابندیٔ وفا کے لیے ہاں نہ کیجیے
احساں ہو آپ کا جو یہ احساں نہ کیجیے

کرتے ہیں کفرِ عشق جو اللہ کے لیے
اُن کافروں کو آپ مسلماں نہ کیجیے

زندہ رہے گا دل نہ مرا درد کے بغیر
للہ میرے درد کا درماں نہ کیجیے

مُشکل سے میری خوش ہیں تو مشکل کو میری آپ
مُشکل ہی رہنے دیجئے آساں نہ کیجئے

مہمان کی جو خاطرِ نازک یہ بار ہو
ایسی کوئی بھی خاطرِ مہماں نہ کیجئے

کچھ رہنے دیجئے سر و سامانِ زندگی
اِتنا بھی مجھ کو بے سر و ساماں نہ کیجئے

انسان کو نہیں ہے اب انسان کا خیال
انسان سے شکایتِ انساں نہ کیجئے

روشن کریں خوشی کے چراغ آکے ہیں وہ
پُرنم اب آنسوؤں سے چراغاں نہ کیجئے

○

یہ ہرجائی دلبر جو ہیں چار دن کے
کبھی یار اُن کے کبھی یار اِن کے

کہیں برق پیچھے نہ پڑ جائے اِن کے
الٰہی سلامت رہیں چار تنکے

گُذاری کہاں شب نہ کھلوائیے لب
خبر ہے مجھے آپ مہماں تھے جن کے

✓ فلک پہ ستارے بھی اتنے نہ ہوں گے
کبھی دیکھئے داغ دل میرے گن کے

اُنھیں چار یہ برق ٹوٹی فلک سے
نشیمن کی خاطر چنے تھے جو تنکے

اُنھیں فکر بے آشیانوں کی کب ہے
حسین آشیانے ہیں پھولوں میں جن کے

جگر تھام کے وہ بھی رہ جائیں پُر نم
اگر میرے نالے سُنیں رات دن کے

○

سا کیا ضروری ہے جُدا ہو کے وہ خوابوں میں ملیں
یہ بھی ممکن ہے کہ رنگین گلابوں میں ملیں

یوں نہ دیوانے ترے خانہ خرابوں میں ملیں
جیتے جی جیسے گنہگار عذابوں میں ملیں

اُن کو ملنا ہو تو یہ سچ ہے وہ ملتے ہیں ضرور
چاہے بے پردہ ملیں چاہے حجابوں میں ملیں

پھُول خاروں میں ملیں خار نہ ہوں گے پھر بھی
اچھے اچھے ہی رہیں گے جو خرابوں میں ملیں

دشتِ تنہائی میں یوں تشنۂ دیدار ملے
پیاس کے مارے ہوئے جیسے سرابوں میں ملیں

آبرو میرے سوالوں کی رہے ناممکن
جبکہ انکار کے الفاظ جوابوں میں ملیں

یوں مری ذات سے منسوب ہیں احوالِ وفا
کہ مضامینِ وفا جیسے کتابوں میں ملیں

اشکِ لرزیدہ اُن آنکھوں میں ملے یُوں پُرنم
قطرے پانی کے نہاں جیسے حبابوں میں ملیں

○

بہرِ وصلِ یار کل جو دل گیا
یار سے ملنے کا موقع مِل گیا

راہ میں کل اُن سے ملتے ہی نظر
دل گیا اللہ میرا دل گیا

ہے انوکھا رشتے روشن کا خیال
روشنی کا پھول دل میں کھِل گیا

آہ نکلی کل کچھ اس انداز سے
سُن کے دشمن کا کلیجہ ہِل گیا

سمتِ ساحل جب ہوا طوفاں کا رُخ
دیکھتے ہی دیکھتے ساحل گیا

رشتۂ دل جس سے جوڑا دکھ یہ ہے
توڑ کر پُرنم وہ میرا دل گیا

نوٹ: یہ ایک تجرباتی غزل ہے۔ اس میں اہتمام یہ ہے کہ ہر شعر کا ایک مصرع منقوط ہے، دوسرا غیر منقوط۔

○

دستِ نازک نہ ہٹا وقتِ قضا رہنے دے
ہاتھ سینے پہ رکھا ہے تو رکھا رہنے دے

تو ہمیں دیکھ کے رُخ پر نہ گرا رہنے دے
جب اُٹھایا ہے تو پردے کو اُٹھا رہنے دے

میں جیوں اور جیوں ہو کے جُدا رہنے دے
تو مرے حق میں نہ مانگ ایسی دُعا رہنے دے

کان میں گُونج رہی ہے جو صدا رہنے دے
دلکش آوازِ صنم میرے خُدا رہنے دے

جانے والے مجھے تڑپا کے نہ جا رہنے دے
دل لگانے کی نہ دے مجھ کو سزا رہنے دے

دوست میرا نہ کبھی مجھ سے خفا ہو یارب
میرا دشمن جو خفا ہے تو خفا رہنے دے

اے اجل بند نہ کر، بند نہ کر، بند نہ کر
دیدۂ شوق کا دروازہ کھلا رہنے دے

جاں نکلنے کو ہے اے جان ذرا دیر ٹھہر
مجھ سے منہ پھیر گئے ایسے میں نہ جا رہنے دے

مجھ کو ڈر ہے ترا دامن نہ کہیں جل جائے
شمعِ تربت کو نہ دامن سے بجھا رہنے دے

مل کے قسمت میں بچھڑنا ہی لکھا تھا پُرنم
اپنے حالات پہ آنسو نہ بہا رہنے دے

○

ترے در سے اُٹھ کے جانا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
درِ غیر پہ ٹھکانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

جہاں یار ہو نہ میرا ہو جہاں نہ اُس کا پھیرا
وہاں میرا آنا جانا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

ترا ذکرِ خیر دلبر ہے ازل سے میرے لب پر
کسی اور کا فسانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

مجھے کیا غرض جہاں سے کہ جہانِ عاشقی ہیں
مرے کام کا زمانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

جہاں برق کی نظر ہو جہاں بجلیوں کا ڈر ہو
وہاں میرا آشیانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

رکھے کفرِ عشق سے جو کسی دل کو دُور ایسا
ترا حسنِ کافرانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

یہ میں جانتا ہوں پُرنم جو نہ سمجھیں دوستی کو
مرا اُن سے دوستانہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

○

صبا جو صحنِ گلستاں میں خوش خرام ہوئی
کبھی کلی سے کبھی گُل سے ہمکلام ہوئی

یہ واقعہ ہے جو زندہ دلی کے نام ہوئی
وہ زندگی نہ کبھی موت کی غلام ہوئی

کبھی نوازشِ پیرِ مغاں جو عام ہوئی
جنابِ شیخ کی توبہ نثارِ جام ہوئی

اُسے حیاتِ مسرت کی جان لوں گا سحر
تری گلی میں اگر زندگی کی شام ہوئی

عدو کے ساتھ ملے تھے وہ راہ میں لیکن
کچھ اُن سے بات نہ بعد از دعا سلام ہوئی

ہوئے ہیں مقتدیٔ عشق اہلِ عشق تمام
نمازِ عشق کہیں بھی نہ بے اِمام ہوئی

کسی کے آنے سے پہلے قضا چلی آئی
نویدِ وصل مری موت کا پیام ہوئی

رہا نہ لب پہ ترا نام گو دمِ آخر
کہے گی خلق کہ میری قضا حرام ہوئی

رہی نہ حسرتِ گفت و شنید اے پُرنم
نظر جب اُن سے ملی گفتگو تمام ہوئی

عدو کے ساتھ ملے تھے وہ راہ میں لیکن
کچھ اُن سے بات نہ بعد از دعا سلام ہوئی

ہُوئے ہیں مُقتدیٔ عشق اہل عشق تمام
نمازِ عشق کہیں بھی نہ بے اِمام ہوئی

کسی کے آنے سے پہلے قضا چلی ہوئی
نویدِ وصل مری موت کا پیام ہوئی

رہا نہ لب پہ ترا نام اگر دمِ آخر
کہے گی خلق کہ میری قضا حرام ہوئی

نہ کہنے سننے کی حسرت رہی مجھے پُرنم
نظر جب اُن سے ملی گفتگو تمام ہوئی

○

وقت پڑا تو پھیر لیں نظریں آس تھی جن آقاؤں سے
ہم نے کرم کی بھیک یہ پائی اپنے کرم فرماؤں سے

دکھ سکھ میں جو کام نہ آئے جس کا سایا ساتھ نہ دے
میری نظر میں دھوپ بھلی ہے اُس پیپل کی چھاؤں سے

خوشحالی کے دَور میں یارو یہ کیسی خوشحالی ہے
بچے روٹی مانگ رہے ہیں بھوکی پیاسی ماؤں سے

ظُلم کے ایسے دَور میں جب کہ بھائی بن کر لوٹیں سہاگ
بیواؤں کی درد کہانی کون سُنے بیواؤں سے

ساحل ساحل پھرنا تیرا پُرنم اچھی بات نہیں
آنسو پی کر پیاس بُجھا لے آس نہ رکھ دریاؤں سے

○

آگ بھی دل میں لگی ہے اور اشکِ غم بھی ہے
عشق کہتے ہیں جسے شعلہ بھی ہے شبنم بھی ہے

وقتِ آخر چارہ گر جتنی خوشی ہے غم بھی ہے
یار کی صورت بھی ہے آنکھوں میں میرا دم بھی ہے

باعثِ تکلیف بھی ہے باعثِ آرام بھی
یادِ جاناں زخم بھی ہے زخم کا مرہم بھی ہے

صُبح ہوتے ہی مِرے گھر سے چلے جاؤ گے تم
وصل کی شب میری نظروں میں شبِ ماتم بھی ہے
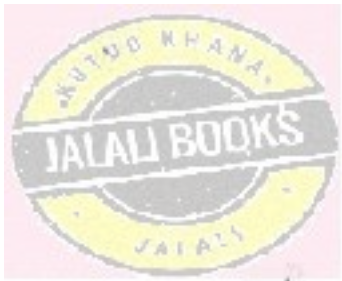
پھر خطا جنت میں ہو گی باوجودِ احتیاط
صرف عادت ہی نہیں یہ فطرتِ آدم بھی ہے

سب کے آنسو پونچھنے والے اِدھر بھی دیکھ لے
آبدیدہ تیری محفل میں ترا پُرنم بھی ہے